ضرت مجدّد الف ثانیؒ
تبہ گلزارِ اسمٰعیل۔ گلی صوفیان محلہ گھٹیکان، مالیرکوٹلہ (پنجاب)

حضرت مجدد الف ثانیؒ

مکتبہ گلزار اسمٰعیل ۔ گلی صوفیاں محلہ کھٹیکان ۔ مالیر کوٹلہ (پنجاب)

سلسلۂ اشاعت نصیحت و عبرت نمبر ۴۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ۝

سیرت

حضرت مجدد الف ثانیؒ

(از)

صوفی محمد اسمٰعیل خطیب شاہی مسجد مالیر کوٹلہ

شائع کردہ و ملنے کا پتہ

مکتبہ گلزار اسمٰعیل

مولانا مولوی الحافظ مفتی محمد خلیل ثانی، خلف صوفی محمد اسمٰعیل کان اللہ

اینڈ برادران گلی صوفیاں محلہ ٹھیکاں مالیر کوٹلہ پنجاب (انڈیا)

بار دوم محرم الحرام سنہ ۱۴۰۴ھ بمطابق نومبر سنہ ۱۹۸۴ء

قیمت ———

محبوب پریس

نام مصنف بندہ عاصی صوفی محمد اسمٰعیل عفی عنہ
خطیب مسجد شاہی مالیرکوٹلہ پنجاب

ناشر " " کتب خانہ گلزار اسمٰعیل مالیرکوٹلہ
تعداد کتاب " " ایک ہزار
بار دوم " " ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۵ء

(ملنے کا پتہ)

کتب خانہ گلزار اسمٰعیل محلہ
کھٹیکاں، ضلع سنگرور، پنجاب
(انڈیا)

عرضِ حال

عرصہ سے میری یہ دلی خواہش تھی کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے حالاتِ زندگی پر ایک چھوٹی سی مختصر اور آسان کتاب لکھ کر بطور خیر خواہی اور ہمدردی کے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں پیش کروں جسکو چھوٹے بڑے مرد و عورت اور کم پڑھے ہوئے لوگ آسانی سے پڑھ سن کر سمجھ سکیں۔ اور آپ کی ذات و بابرکات کے متعلق پوری طرح سے نہ سہی، تو تھوڑی بہت کچھ تو معلومات اور واقفیت حاصل کر سکیں۔ ویسے تو آپ کے فضائل اور حالات زندگی پر بڑی بڑی بہت کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ مگر ان بڑی بڑی اور مشکل کتابوں کو خریدنے اور پڑھنے کی لوگوں کے پاس فرصت ہی کہاں ہے؟ اسلئے ان مجبوریوں اور لوگوں کی ضرورت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے یہ چھوٹی سی کتاب لکھ دی گئی ہے جواب

آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ خدائے پاک سے امید ہے کہ یہ کتاب پڑھنے سننے والوں کے لئے بے حد فائدہ مند ہو گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

اس کی زیادہ کوشش اسلئے بھی کی گئی کہ آنیوالی نسلوں کو بھی حضرت کے حالات سے واقفیت ہو سکے۔ ان مختصر سے حالات کے مطالعہ سے پڑھنے سننے والوں کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ان کے فرزند کیسی ہستی کے مالک اور بزرگ تھے۔ خاکسار سے جو کچھ بھی محنت و کوشش ہو سکی وہ آپکی خدمت میں پیش کیجا رہی ہے، اللہ اپنی رحمت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور حضرت مجدد الف ثانی کی اور آپکے فرزندوں کے طفیل میں میری اس ادنیٰ محنت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

لہذا آپ ایسے بزرگوں کے حالاتِ زندگی خود پڑھئے اور دوسروں کو بھی سنائیے، اپنی اصلاح کیجئے، ایسے بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر اپنی زندگی سدھاریئے۔ اور آخرت بنائیے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو حضرت مجددؒ الف ثانیؒ کے نقشِ قدم پر چلائے اور ان کے طفیل سے ہماری غلطیوں کو معاف فرمائے اور ہماری مغفرت فرمائے آمین یارب العٰلمین۔

خادم حقیر محمد اسمٰعیل غفرلہٗ
مسجد شاہی دیوان خانے والی مالیر کوٹلہ پنجاب
عید الاضحیٰ ۱۰ ذی الحجہ سنہ ۱۴۰۲ھ
مطابق ۲۹ ستمبر سنہ ۱۹۸۲ء

(نوٹ) اس کتاب کے بیان زیادہ تر روضۃ القیومیہ منتخب التواریخ وغیرہ سے لئے گئے ہیں ۱۲

کتاب دی تعریف

اور دعا بارگاہ الٰہی (نظم بزبان پنجابی)

لکھ کروڑاں شاعر ہوئے انت حساب نہ پایا
نال توفیق خداوند عالم میں بھی قصد اٹھایا!
شعر کرن دی عقل نہ مینوں پر حرص دلیو چہ آئی
اے دل کھول حقیقت ساری نال توفیق الٰہی
میں اس نہر بہشتی وچوں بھر یا شہد پیالہ
کھاوے لذت پاوے اس تھیں بھلے نصیباں والا
اے بھائیو ایہہ تساں دی خاطر میں باغ لگایا
حضرت مجدد بھی فرزنداں دا کیا سوہنا بیان سنایا
خوشبوآں بھی اس دے وچوں رنگ برنگیاں آون
سیر کرن والے دے دل نوں تازیاں کردیاں جاون
جو کوئی بندہ اوگن ہارا اس باغ وچہ آوے
انشاء اللہ رحمت نہاروں جلد شفا پاجاوے

شفاخانہ ایہہ اوگن باراں دا جویں باغ لگایا
سیر کرو وچہ ہو داخل اس دے ہر ہر رنگ دا سایہ
اے بھائیو تسیں نال محبت دیکھ جاؤ اس تائیں
جیہڑے پڑھ کر عمل کرسن پاون نیک جزائیں
پڑھ بسم اللہ اسمٰعیلا حضرت مجدد ذکر سنائیں
نال توفیق خداوند والی توں بھی رحمت پائیں

محل وقوع روضہ شریف سرہند

خانقاہ عالیہ مجددیہ

ڈاکخانہ و ریلوے اسٹیشن۔ فتح گڑھ صاحب۔
براستہ بسی پٹھاناں، رو پڑ ننگل جنڈی گڑھ۔
تحصیل۔ سرہند، ضلع پٹیالہ۔ پنجاب، ہندوستان،

دروازہ آستانہ عالیہ مجددیہ سرہند شریف پنجاب

دروازہ آستانہ عالیہ مجددیہ روضہ شریف سرہند ۱۳۴۵ھ ہجری بمطابق ۱۹۲۶ء میں بمبئی کے سیٹھ لوگوں نے بنوایا۔

شہر سرہند

یہ شہر دہلی اور لاہور کے عین درمیان میں واقع ہے اس وقت شہر سرہند کئی حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ مثلاً شہر سرہند سرہند منڈی، یا ریلوے اسٹیشن اور روضہ شریف۔ ریلوے اسٹیشن سرہند سے، بسی پٹھاناں یا روپڑ ننگل جانے والی سڑک پر تین میل کے فاصلے پر۔ مزار پُرانوار امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ ہے۔ جسے روضہ شریف سرہند کہتے ہیں۔

شہر سرہند کی وجہ تسمیہ۔ اور اسکی آبادی

جس جگہ آج شہر سرہند واقع ہے۔ وہاں پرانے زمانے میں ایک وحشتناک جنگل تھا۔ جس میں شیر اور دوسرے درندے رہا کرتے تھے اس جنگل کا نام ہندی زبان میں سہرند تھا۔ سہر ہندی میں شیر کو اور رند جنگل کو کہتے ہیں۔

اسی واسطے پہلے سکوں میں بھی سہرند ہی لکھتے تھے۔

لفظ سرہند سہرند سے بگڑ کر بنا ہے۔ جس کے معنی شیروں کے جنگل کے ہیں۔ واقعی یہ یہ سہرند ہے۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانیؒ اور آپ کے فرزندوں کیسے سے شیر (جن میں سے ہر ایک شیر خدا تھا) اس شہر میں پیدا ہوئے۔

واقعہ

بادشاہ فیروز شاہ تغلق کے دورِ حکومت میں (۷۵۲ھ سے ۷۸۵ھ بمطابق ۱۳۵۱ء سے ۱۳۸۹ء تک) ایک دفعہ شاہی کارندے شاہی خزانہ لاہور سے دہلی لئے جا رہے تھے۔ جب وہ خزانہ لیکر اس جنگل سے گزرے۔ تو کشف سے معلوم کیا کہ اس جنگل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ایک جلیل القدر ولی اللہ شخص پیدا ہوگا۔ جو لوگ خزانہ لئے جا رہے تھے۔ وہ سب اس مردِ خدا کے معتقد تھے۔ ان کو اپنے اس کشف کا حال بیان کیا اور کہا کہ اگر یہاں شہر بسایا جائے تو بہت اچھا ہوگا۔

ان آدمیوں کو بھی وہاں کی آب وہوا، ندیوں کی کثرت

ترو تازگی اور نظارے بڑے دلکش اور اچھے معلوم ہوئے اس لئے سب کو یہ بات پسند آئی۔

اسکے علاوہ اسکے گرد و نواح میں اسکے نزدیک کوئی اور شہر نہ تھا۔ صرف ایک سامانہ شہر تھا۔ جو سرہند سے تقریباً۔ پچاس ساٹھ میل کے فاصلے پر تھا۔ (سامانہ بہت پرانا شہر ہے) لوگ روپیہ داخل کرنے کے لئے سامانہ جایا کرتے تھے۔ جو لوگ خزانہ پہونچانے جارہے تھے وہ سب کے سب مخدوم جہانیاں شاہؒ کی خدمت میں آئے، (مخدوم جہانیاں شاہ بادشاہ فیروز شاہ تغلق کے پیر و مُرشد تھے) ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزاری کی کہ۔

آپ سلطان بادشاہِ وقت فیروز شاہ تغلق سے درخواست کریں کہ یہاں ایک شہر بنائیں۔ نیز انہوں نے اس مردِ خدا کا مکاشفہ بھی عرض کیا۔ مخدوم جہانیاں شاہؒ نے ان لوگوں کی درخواست کو قبول کر لیا۔ اور اپنے وطن سے (جو بمقام اوچ احمد پور شرقیہ بہاول پور پاکستان میں ہے) دہلی آئے۔ جب سلطان فیروز شاہ تغلق کو اپنے پیر و مرشد کے آنیکی خبر ہوئی۔ تو سلطان آپ کے استقبال کے لئے دہلی سے باہر

(سونی پت سے آگے تک) آیا اور بڑی عزت کے ساتھ آپ کو شہر میں لایا۔ پہلی ہی مجلس میں مخدوم جہانیاں شاہؒ نے بادشاہ سے اس مطلب کا ذکر کیا بادشاہ نے منظور فرما کر اسی وقت حکم دیا کہ فلاں مقام پر شہر آباد کیا جائے۔

چنانچہ حضرت امام رفیع الدین صاحبؒ کے بڑے بھائی خواجہ فتح اللہ صاحب کو جو بادشاہ فیروز شاہ تغلق کے وزیر تھے دو ہزار آدمیوں کو ان کی ماتحتی میں دیکر اس کام کے لئے روانہ کیا۔ وہاں آکر وہ عمارت کے کام میں مشغول ہو گئے۔ پہلے قلعہ کی بنیاد اس ٹیلے پر رکھی جس میں جنگل تھا ابھی ایک ہاتھ اونچی دیوار بنائی تھی کہ جب دوسرا دن ہوا تو دیوار گری ہوئی پائی۔ غرض ہر روز اس طرح سے ہوتا تھا۔ جب ایک ہاتھ دیوار تیار کرتے۔ تو رات کو گری ہوئی ہوتی۔ جب اس امر کی اطلاع بادشاہ کو ہوئی تو بادشاہ نے اس کا علاج سید جلال الدین مخدوم جہانیاں شاہ کے سپرد کیا۔

مخدوم جہانیاںؒ شاہ نے خلیفہ اعظم اور امام زمان حضرت امام رفیع الدین کو جو اکثر شہر سنام میں رہا کرتے تھے دسنام

بھی ایک پرانا شہر ہے جو کہ آجکل ضلع سنگرور کی ایک تحصیل ہے، حکم دیا کہ وہاں جاکر حقیقتِ حال دریافت کر کے قلعہ بنوائیں تاکہ قلعہ حوادث و آفات سے محفوظ رہے۔ اور رہیں سکونت اور رہائش اختیار کریں۔ کیونکہ وہاں کی ولایت اور قطبیت بھی تمہارے ہی حق میں ہے اور اس مردِ خدا کا مکاشفہ بھی غالباً تمہارے ہی حق میں ہے۔

اور وہ بر سر آور امت شخص تمہاری ہی نسل سے ہوگا۔ حضرت مخدوم جہانیاںؒ شاہ نے اپنے دست مبارک سے ایک اینٹ عنایت فرمائی۔ اور فرمایا کہ اس کو قلعہ کی بنیاد (نیو) میں رکھیں۔

حضرت امام رفیع الدین بانی سرہند

چنانچہ امام رفیع الدین صاحبؒ اپنے پیر بزرگوار کے حکم کی تعمیل میں اس مقام پر تشریف لائے۔ اور وہاں رہائش اختیار فرما کر قلعہ کی بنیاد ۷۶۰ھ ہجری بمطابق ۱۳۵۸ء میں اس اینٹ سے رکھی۔ جو حضرت مخدوم نے انکو عطا فرمائی تھی۔ پھر اس معاملہ کی حقیقت کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو معلوم

ہوا کہ بادشاہ کے آدمیوں نے کسی ولی اللہ کو زبردستی پکڑ کر بے خبری میں مزدوری میں لگا رکھا ہے، کیونکہ اس دوست خدا نے اپنے آپ کو پوشیدہ رکھا ہوا تھا۔ اس لئے کوئی شخص ان کو پہچانتا نہ تھا اسی وجہ سے وہ اپنی باطنی توجہ سے رات کو قلعہ کی دیوار گرا دیتا ہے، پھر امام رفیع الدین صاحبؒ نے اسکی طرف توجہ کی کہ وہ کونسا دوست خدا ہے، جو اس دیوار کو گرا دیتا ہے، تو معلوم ہوا کہ وہ شاہ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی ہیں، حضرت امام رفیع الدین صاحبؒ نے اس معاملہ کو معلوم کر کے اپنے بھائی کے قصور کی بہت کچھ معافی مانگی۔

حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ نے فرمایا کہ اے امام صاحب! یہ شہر اس شخص کے واسطے بنایا جا رہا ہے۔ جو تمہاری نسل سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسکی مزدوری پر لگایا ہے۔ پھر حضرت امام نے فرمایا کہ اگر واقعی ایسا ہی ہے تو آپ اسے گرا کیوں دیتے ہیں۔ قلندر صاحب نے فرمایا کہ صرف اس واسطے کہ آپ آجائیں۔ اب آپ آگئے ہیں۔ اب آپ بے فکری اور فارغ البالی سے اس قلعہ کو بنوائیں۔ اور کسی قسم کا وسواس نہ کریں۔ جب

قلعہ مکمل ہو گیا۔ تو بادشاہ نے فرمایا کہ یہ قلعہ حضرت امام رفیع الدین کی توجہ سے بنا اور آباد ہوا ہے۔ اسلئے امام صاحبؒ وہاں پر ہی رہائش اختیار کریں اس کی آمدنی کو اپنے فقراء پر صرف کریں۔

لہذا اس دن سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بزرگوں کی سکونت و رہائش اس شہر سہرند (سرہند) میں ہوئی۔ اور اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے اس شہر سہرند (شیروں کے گھر کو) فاروقی شیروں کا وطن ہونا مقدر فرمایا۔

حضرت امام رفیع الدین صاحبؒ نے اپنی بقیہ زندگی وہیں گزاری وہیں آپ کا انتقال ہوا اور وہیں آپ کا مزار ہے جو فتح گڑھ صاحب ریلوے اسٹیشن کے قریب اور روضہ شریف حضرت مجدد الف ثانی سے ڈیڑھ لاکھ فرلانگ کے فاصلہ پر ہے سلطان فیروز شاہ تغلق نے حضرت امام رفیع الدین صاحبؒ کو بہت سے گاؤں بطور نذرانہ کے دیئے۔ اور سرہند کا انتظام بھی انھیں کے سپرد کیا۔

اس میں شک نہیں کہ باطن کی ریاست اللہ تعالیٰ کی طرف سے انھیں حاصل تھی کیونکہ آپ وہاں کے قطب تھے۔

لہٰذا اس طرح سے آپ اس شہر کے قطب، بانی، اور حاکم قرار پائے۔

شہر سرہند کی آبادی اُس وقت بارہ ۱۲ کوس میں تھی۔ سرہند کا ایک بازار تو بارہ ۱۲ کوس تک لمبا چلا گیا تھا۔ اور اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے بازار ہر طرف بے شمار اور جابجا تھے،

آج جہاں سوائے ایک چھوٹے سے بازار کے اور کا نام و نشان تک باقی نہیں۔

اللہ بس ...... باقی ہوس

حضرت امام رفیع الدین صاحبؒ کے ساتھ تین اور آدمی بھی آکر اس شہر میں آباد ہوئے، اس وقت سرہند میں چار قبیلے تھے۔ اور وہ ان چاروں بزرگوں کی اولاد تھے ۱۔ حضرت امام رفیع الدین صاحب۔ اور باقی تین ان کے ہمراہی۔

حضرت امام رفیع الدین کی اولاد کابلی کے نام سے مشہور تھی۔

دوسرے کی فوجداری۔ یہ حضرت امام کے بیٹوں کی اولاد سے تھے۔

اور باپ کی طرف سے صدیقی تھے۔

تیسرےؒ کردیزی ـــــ یہ بھی صدیقی تھے۔ (فوجداری اور کردیزی خراسان میں شہر ہیں)
ہمؒ چوتھے ماہر ودال یہ بھی صحیح النسب شیخ تھے۔ ان کے علاوہ بخاری، قاضی خانہ، اور بنی اسرائیل بعد میں آکر اس شہر میں آباد ہوئے ـــــ لیکن دوسرے شرفاء سے پھر بھی سابق تھے..... اس وقت سرہند میں قریش کے تقریباً ستائیس صحیح النسب قبیلے آباد تھے۔
ان کے علاوہ ہزار ہا گھر پٹھانوں، اور مغلوں کے آباد تھے۔

سرہند کی فضیلت

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات شریف میں لکھتے ہیں کہ بخارا اور سمرقند سے بیج لاکر سرزمین ہند میں جس کو یثرب اور بطحیٰ کی خاک سے سرمایہ حاصل ہے بو دیا گیا۔ اور پھر سالہا سال آپ فضل سے اس کی تربیت کی گئی۔ جب وہ پھولا پھلا تو ان علوم و معارف کے پھل اس میں

لگے ۔ یعنی آنجناب اور آپ کے فرزند جو رئیس امت ہیں، اس سرزمین (سرہند) میں پیدا ہوئے .....
عنایت الٰہی اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے شہر سرہند میں میری جائے ولادت ہے۔ میری خاطر گہرے اندھیارے کنوئیں کو پر کر کے بلند صفحہ بنایا ۔ اور بہت سے شہروں اور مقاموں سے بلند کیا ۔ اور اس سرزمین میں ایک نور سپرد ۔ جو نور بے صفتی اور بے کیفی سے لیا ہوا ہے اس نور کی رنگت بیت اللہ شریف کی سرزمین پاک سے چمکتی ہے ۔ اس کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ نور میرے ہی قلبی نور کی چند شعائیں ہیں جو اس سرزمین پر پڑ رہی ہیں رنگ میں اس طرح ہیں جیسے مشعل سے چراغ روشن کیا کیا جاتا ہے ۔

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

اے محمدؐ کہدو ! کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور اللہ تعالیٰ ہی زمین و آسمان کا نور ہے

حضرت عروۃ الوثقیٰ

قیوم ثانی معصوم زمانی "جلد اوّل اپنے مکتوب نمبر ۹۰ میں اس شہر سرہند کی شرافت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں...... آج کل شہر سرہند فیوض و انوار کی کثرت اور اسرار کے ظہور کے سبب رشک ہندوستان اور غیرت ہندوستان بنا ہوا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ ہند میں ہے۔ بلکہ وہ ولایت کی کھڑکی ہے۔ وہاں کی خاک ولایت کے پانی سے ملی ہوئی ہے۔ اور اسکی مٹی میں محبت کی شراب افیون سے ملی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مستی کا جوش اس کے طالبوں کے ہوش گم کئے ہوئی ہے۔

نسب نامہ
حضرت امام ربّانی مجدّدِ الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ

۱:- حضرت امیرالمومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
۲:- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہٗ
۳:- حضرت شیخ سالم رحؒ
۴:- شیخ ابراہیم رحؒ
۵:- شیخ اسحاق رحؒ
۶:- شیخ ابوالفتح رحؒ
۷:- شیخ عبداللہ واعظ اکبر رحؒ
۸:- شیخ عبداللہ واعظ اصغر رحؒ
۹:- شیخ مسعود رحؒ
۱۰:- شیخ سلیمان رحؒ
۱۱:- شیخ محمود رحؒ
۱۲:- شیخ نصیر الدین رحؒ

۱۳:۔ شیخ شہاب الدینؒ المشہور فرخ شاہ کابلی
۱۴:۔ شیخ یوسف رحؒ
۱۵:۔ شیخ احمد رحؒ
۱۶:۔ شیخ شعیب رحؒ
۱۷:۔ شیخ عبداللہ رحؒ
۱۸:۔ شیخ اسحاق رحؒ
۱۹:۔ شیخ یوسف رحؒ
۲۰:۔ شیخ سلیمان رحؒ
۲۱:۔ شیخ نصیر الدین رحؒ
۲۲:۔ شیخ امام رفیع الدینؒ (بانی سرہند)
۲۳:۔ شیخ حبیب اللہ رحؒ
۲۴:۔ شیخ محمد رحؒ
۲۵:۔ شیخ عبد الحی رحؒ
۲۶:۔ شیخ زین العابدینؒ
۲۷:۔ شیخ مخدوم عبد الاحدؒ

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ
شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد فاروقیؒ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے لیکر حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد تک یہ تمام بزرگ امت محمدیؐ کے بڑے اولیا میں سے تھے۔

حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد فاروقی، حضرت مجدد الف ثانی کے والد بزرگوار ہیں۔ آپ زین العابدین کے بڑے بیٹے تھے۔ اور شیخ عبدالحیؒ کے پوتے تھے..... اور شہر سرہند کی ظاہری و باطنی ریاست آپ کے سپرد تھی۔

حضرت مخدوم ہندوستان کے مشہور مشائخ میں سے تھے حضرت مخدوم علیہ الرحمہ نے شروع جوانی میں ظاہری علوم حاصل کئے پھر عبدالقدوس گنگوہیؒ کی خدمت میں پہنچے اور باطنی سلوک ختم کئے۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہی سلسلہ چشتیہ کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ حضرت مخدوم کو آپ کے آباؤ اجداد سے خلافت سہروردیہ حاصل تھی، پھر

53269

بھی سلوک چشتیہ شیخ کی خدمت سے حاصل کیا۔ ظاہری علم میں سے چند ایک کتابیں باقی رہ گئیں تھیں۔ شیخ گنگوہیؒ نے حکم دیا کہ وہ بھی ختم کر کے آؤ۔ اس پر حضرت مخدوم نے عرض کی کہ اگر اس وقت آپ کی زندگی نے وفا نہ کی، تو میں پھر کس کی طرف رجوع کروں گا۔

شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ نے اپنے خلیفہ اور قائم مقام بلکہ اپنے وقت کے قطب شیخ رکن الدینؒ کی طرف اشارہ کیا۔ جب حضرتِ مخدومؒ ان کتابوں کو ختم کر کے آئے تو شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا انتقال ہو چکا تھا۔ تو پھر آپ شیخ رکن الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلوک باطنی میں سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا وہ شیخ رکن الدین سے پورا کیا۔ اس کے علاوہ حضرت شاہ مخدوم نے شاہ کمال کیتھلی سے بھی باطنی حصہ بہت کچھ حاصل کیا۔ شیخ کمال کیتھلی اعلیٰ پایہ کے قادری شیخ تھے۔۔۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ ان کی شان میں فرماتے ہیں کہ جب طریقۂ قادریہ کے حالات کا کشف ہوتا ہے تو حضرت غوث پاک عبدالقادر جیلانیؒ کے بعد شاہ کمالؒ جیسا کوئی شخص نظر نہیں آتا۔

حضرت مخدومؒ نے شاہ کمالؒ کی خدمت میں رہ کر قادری سلوک کو پورا کیا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے متعلق پہلے بزرگوں کی بشارتیں

حضرت شیخ عبدالقادر غوث الاعظمؒ ایک روز جنگل میں مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ آسمان سے ایک نور عظیم ظاہر ہوا جس سے تمام جہان روشن ہوگیا۔ اور دم بدم اس کی روشنی بڑھتی گئی۔ اس نور سے تمام گذشتہ اور آئندہ اولیاء نے نور حاصل کیا آپ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے، کہ یہ کس شخص کا نور ہے؟، الہام ہوا کہ اس نور کا مالک تمام امت سے افضل ہے جو آپ کے پانچسو سال بعد پیدا ہوگا۔ اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تجدید کرے گا۔ وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب ہوگا جو اسکی زیارت کرے گا۔ اس کے فرزند اور خلیفہ بارگاہِ احدیت کے صدر نشین ہوں گے۔

حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کا آپ کی پیدائش کی خبر دینا

آپ کے والد حضرت شیخ مخدومؒ کو فرمایا کہ۔
ہمارے کشف کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ کی پیشانی میں ہمیں ایک نور دکھائی دیتا ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے ہاں ایک فرزند نرینہ پیدا ہو گا جس کے نور سے تمام جہاں مشرق سے مغرب تک منور ہو جائے گا، بدعت اور گمراہی ملیا میٹ ہو جائے گی۔ انکا سلسلہ تمام عالم میں پھیل جائے گا۔ اس کے باطنی کمالات اس کے فرزند و خلفاء کے وسیلے قیامت تک قائم رہیں گے۔ اگر میں اس وقت زندہ رہا تو میں اس کی خدمت کروں گا۔ اور اس کی خدمت کو قرب بارگاہِ الہیٰ کا وسیلہ بناؤں گا۔

حضرت شیخ نظام الدین نادنولی کا حضرت مجدد الف ثانی کی خبر دینا

جب ہندوستان کا بادشاہ مرتد ہوا، اور اسلام کمزور ہو گیا۔ تو لوگ حضرت شیخ نظامؒ نادنولی کی خدمت میں گئے، اور غلبۂ کفر کے دفعیہّ کے بارے میں دعا کی التجا کی۔ آپ نے بڑی توجہ کے بعد لوگوں کو خبر دی کہ قریب ہی ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ اس کی توجہ سے کفر و بدعت کی ظلمت نور اور سنّت سے بدل جائے گی۔ اور اسلام کو رونق حاصل ہو گی۔

شریعت و طریقت کو زیب و زینت حاصل ہو گی۔ اور شرع کے مخالف طریقے سب منسوخ ہو جائیں گے۔ اس کے وجود کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک

نور ہو جائے گا۔ اور اس کے ارشاد کا سلسلہ قیامت تک رہے گا۔

حضرت شیخ عبداللہ علاء الدین سہروردیؒ کا حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بارے میں خبر دینا

جب ہندوستان کے بادشاہ کا ظلم وستم اور کفر کا غلبہ ہند کے مسلمانوں پر حد سے زیادہ بڑھ گیا اور خلقت گھبرا اٹھی۔ چنانچہ ہزارہا مسلمان کو ہر روز پکڑ کر بادشاہ کے پاس لاتے۔ اور سجدہ کرواتے، اگر انکار کرتے تو قتل کیے جاتے۔ بالآخر تمام مسلمان جمع ہو کر شیخ عبداللہ علاء الدین سہروردی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جو اپنے زمانہ کے بڑے شیخ اور بزرگ تھے۔ ان سے اس بارے میں عرض کی کہ آپ اسلام کی مدد و اعانت فرمائیں۔ شیخ صاحبؒ نے توجہ باطن کے بعد لوگوں کو خوشخبری

دی کہ مجھے پروردگار کی طرف سے الہام ہوا ہے۔ کہ عنقریب ہی ایک شخص پیدا ہوگا جو تمام گذشتہ اور آئندہ اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ اسکی توجہ شریفہ تمام جہان کی تنگی فرحت سے بدل جائے گی۔ اور دین اسلام میں رونق آئے گی۔ جہاں میں طراوت اور تازگی ظاہر ہوگی۔ اس کے ارشاد اور ہدایت کے نور سے زمین و آسمان منور ہو جائیں گے۔ اور وہ نور قیامت تک قائم رہے گا۔

مولانا عبدالرحمٰنؒ کا حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت کا خبر دینا

مولانا عبدالرحمٰن جو اپنے زمانہ کے جید عالم اور صالح کے سردار تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اکبرآباد سے دہلی آیا۔ اتفاقاً ایک منزل منزل پہنچ کر میرے بیٹے

ورد ہوا، لہٰذا میں جنگل میں ٹھہر گیا، اور میرے ساتھی مجھے چھوڑ کر چلدیئے. میں گھڑی گھڑی قضائے حاجت کے لئے جاتا تھا۔ اتنے میں رات ہو گئی. اس خوفناک جنگل میں قریب ہی ایک غیر آباد محل تھا. میں سردی کے مارے وہاں چلا گیا۔ تاکہ رات بسر کر لوں، آدھی رات گزری تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی فوج نمودار ہوئی اور ہوتے ہوتے اس محل کے قریب آپہونچی۔ پھر انھوں نے اس محل میں نہایت عالیشان فرش بچھایا اور فرش پر ایک تخت لاکر رکھا۔ اس کے بعد ایک نوجوان اس تخت پر آبیٹھا۔ اور ہزارہا آدمی اس کے ارد گرد آکر بڑے ادب سے کھڑے ہو گئے۔

آخر مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ یہ جنوں کا بادشاہ ہے۔ اور یہ سب اسکی فوج ہے۔ یہ معلوم کر کے میں بہت ڈرا۔ اتنے میں جنوں کے بادشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر میری قوم کے سوا ابھی کوئی غیر آدمی ہے۔ آخر مجھے تلاش کر کے پکڑ کر اس کے پاس لے گئے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ۔ تم کون ہو؟... میں نے کہا میں بنی آدم

کی اولاد سے ایک فلاں مرد ہوں ، اس نے کہا ہم بھی مسلمان ہیں ، چند علمی کلمات بیان کرو ۔ تاکہ ہم تمہارے علم سے فائدہ اٹھائیں ۔ میں نے چند ایک حدیثیں فقہ اور اہل سنت و الجماعت کے عقائد کی بیان کی ۔ اور ساتھ ہی کہا کہ ان دنوں ہمارا یہ علم بہت کمزور ہو گیا ہے ۔ اس نے پوچھا کیوں ؟ ۔۔ میں نے کہا ہمارا بادشاہ کافر ہے ۔ جنوں کے بادشاہ نے کہا ہم بھی اس بارے میں اس پر سخت ناراض ہیں ۔ لہٰذا ہمیں اپنے علم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص مبعوث (پیدا) ہونے والا ہے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کفر کی تاریکی کو سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بدل ڈالے گا ۔ اور اس کا طریقہ تمام اولیائے امت سے افضل ہو گا ۔ اس کے تمام طور طریقے اور اقوال و افعال سنت نبوی کے تابع ہوں گے ۔ اور اس کا طریقہ مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گا ۔ اور قیامت تک رہے گا ۔ آپ ضرور اس شخص کی زیارت کریں گے ۔ لہٰذا مولانا عبد الرحمٰن اسی روز سے مجدد الف ثانیؒ کے معتقد ہو گئے ۔

نجومیوں اور اختر شناسوں کا حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پیدا ہونے کی خبر دینا

جب ہندوستان کے بادشاہ کے ظلم و ستم کی تکلیف ہندوستان کے مسلمانوں پر درجہ کمال کو پہونچی اور تمام جہان گھبرا اٹھا تو اس وقت لوگوں نے نجومیوں اور رمّالوں سے پوچھا کہ ہمیں اللہ پاک کب تک اس آفت دین و دنیا سے نجات دے گا۔

اسی اثناء میں خانِ اعظم جو رکن سلطنت تھا۔ اور جسے جنونِ اسلام حد سے زیادہ تھا۔ دن رات بادشاہ کے مرتد ہو جانے اور غلبۂ کفر کی وجہ سے آتش حیرت سے حرمل کے دانے کی طرح سے جلتا تھا ——— اس نے سلطنت کے دتالوں اور نجومیوں کو بلا کر پوچھا کہ اس معاملہ کی کیفیت بیان کرو۔ اس پر انھوں نے اس سے چالیس روز کی مہلت مانگی کہ ہمیں اپنے علوم میں خوب غور و خوض کر لینے دو۔ پھر ہم اس کا جواب دیں گے۔ اس نے اسکی یہ بات مان لی

اور ان کو مہلت دے دی۔

چالیس روز بعد نجومیوں نے آکر کہا کہ ہم نے اپنے علم میں خوب غور و خوض کے بعد یہ معلوم کیا ہے کہ عنقریب ہی ایک شخص پیدا ہوگا۔ کہ اس جیسا پہلے کوئی اس امت میں نہ پیدا ہوا ہے۔ اور نہ بعد میں پیدا ہوگا۔ اس کی توجہ سے دین اسلام میں ترقی و تروتازگی پیدا ہوگی۔ اور کفر و بدعت مغلوب ہو جائیں گے۔ ملحد و بے دین لوگ بے عزت اور ذلیل و خوار ہوں گے۔ گمراہی اور بے دینی جڑ سے اکھڑ جائے گی .... اس کا طریقہ بعینہٖ صحابہ کرامؓ کا طریقہ ہوگا ہزار سال بعد اسلام کو رونق ہوگی۔

شاہی اختر شناس جو سب نجومیوں سے افضل تھا۔ کہنے لگا کہ تین روز سے ایک ستارہ طلوع ہوا ہے۔ جو ہزار سال کے عرصہ میں پہلے کبھی طلوع نہیں ہوا۔ اگر خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے وہ ستارہ طلوع ہوتا تو کسی اولوالعزم نبی کی پیدائش پر دلالت ظاہر کرتا۔

چونکہ اس امت میں اب پیغمبر کا پیدا ہونا محال ہے اسلئے ضروری ہے کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

کا نائب اور قائم مقام ہو۔ تاکہ تمام ٹیڑھے گمراہ مذاہب اور طریقوں کو ختم کردے۔ اور جہان میں فرحت کے آثار پیدا ہوں۔ پھر اس نجومی نے خانِ اعظم کو کہا کہ آپ بھی اس کے سلسلہ میں شامل ہوں گے۔ اسی روز سے خانِ اعظم حضرت مجدد الف ثانیؒ کا معتقد ہو گیا۔ اور اسی دن سے رات دن آپ کے ظہور کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ آپ کے شرف زیارت سے مشرف ہوا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے والد حضرت مخدومؒ کا ایک واقعہ

حضرت مخدوم الف ثانیؒ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم عبدالاحدؒ نے ایک روز نماز تہجد کے بعد مراقبہ میں دیکھا کہ تمام جہان میں تاریکی چھا گئی ہے۔ بندر، ریچھ، اور سؤر تمام جہان میں پھیل گئے ہیں۔ اور لوگوں کو ہلاک

کر رہے ہیں۔ اسی اثناء میں میرے سینے سے ایک نور نکلا جس سے تمام جہان منور ہو گیا۔ اس نور سے ایک بجلی نکلی جس نے تمام بندروں، ریچھوں اور سوٗروں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ اس نور میں سے ایک نور نمودار ہوا جس پر ایک نورانی مرد تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اور ہزارہا نورانی مرد اس کے گرد دست بستہ کھڑے ہیں، آسمان سے فرشتے آکر اس کے پاس بڑے ادب سے کھڑے ہیں۔ اور تمام جہان کے بے دین، ظالم، مرتد اور جبّار ستم گر بادشاہوں کو پکڑ کر اس کے سامنے لا رہے ہیں۔ اور انھیں بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں۔ اور ایک شخص یہ آیت باآواز بلند پڑھ رہا ہے۔

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

اور کہدے کہ حق آیا اور باطل جاتا رہا۔ بیشک باطل مٹنے والا ہی تھا

حضرت مخدوم نے صبح کو رات کا واقعہ حضرت شاہ کمال رح کیتھلی کی خدمت میں بیان کیا۔ اور اسکی تعبیر پوچھی۔ حضرت شاہ کمال نے توجہ باطنی کے بعد حضرت مخدوم کو فرمایا کہ بذریعہ کشف یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپکے ایک فرزند

فرزند پیدا ہوگا ۔ اس کے وجود کے نور سے ظلمت و بدعت سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی سے بدل جائیگی اور زمانہ بھر کے جبّار اور اکابر اس کی اطاعت کریں گے ۔ اس کا ارشاد تمام جہان میں پھیل جائے گا ۔ اور اس کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا ۔ اور وہ اس امّت کے تمام اولیاء کا سردار ہوگا ۔

آپ کی والدہ ماجدہ

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی والدہ ماجدہ بہت نیک اور صالحہ خاتون تھیں ۔ نماز روزہ کی بجد پابند تھیں ۔ دہلی اور کانپور کے درمیان ضلع اٹاوہ کے قریب ایک قصبہ سکندرہ ہے ۔ وہاں ایک بزرگ رہتے تھے ۔ آپ انکی صاجزادی تھیں ۔ ان کے بطن سے سات صاحبزادے پیدا ہوئے ۔

نمبر۱ :۔ شیخ شاہ محمد جنہوں نے حضرت مخدوم سے ظاہری

و باطنی تعلیم پائی۔

۲:۔ شیخ محمودؒ آپ حضرت خواجہ باقی باللہ کے مرید ہوئے

۳:۔ تیسرے جن کا نام اور کیفیت معلوم نہ ہوسکی۔

۴:۔ حضرت شیخ احمد امامِ ربّانی حضرت مجدّد الف ثانیؒ سرہندی

۵:۔ شیخ غلام محمدؒ۔

۶: شیخ مودودؒ

۷:۔ آپ کا نام اور حالات بھی نہ معلوم ہوئیں۔

یہ سب کے سب عالم و کامل تھے۔ اور ان کے دائرہ مرکز ہیں

حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی پیدائش

حضرت امامِ ربّانی مجدّد الف ثانیؒ شیخ احمد فاروق نقشبندی سرہندی جمعہ کی رات چودہ شوال المکرم ۹۷۱ھ ہجری بمطابق ۱۵۶۳ء کو پیدا ہوئے۔

آپ کے وجود کے نور سے تمام جہان اور اہل جہان منوّر ہو گئے ۔۔

آپ کا نام مبارک

آپ کا نام مبارک شیخ احمدؒ (سرہندی)
کنیت۔ ابوالبرکات
لقب، بدرالدین
خطاب ومنصب قیوم زماں، خزینۃ الرحمۃ
مجدد الف ثانیؒ ۔ مذہب حنفی۔ اور طریقہ آپ کا مجددیہ
نقشبندیہ ہے۔ اس کے علاوہ۔ قادریہ، سہروردیہ۔
اورچشتیہ بھی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ولادت کے واقعات

آپؒ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ۔
میرے فرزند ارجمند شیخ احمد کی ولادت کے بعد مجھے غشی
سی آگئی۔ تو کیا دیکھتی ہوں کہ تمام اولیائے امت ہمارے

گھر میں آئے ہیں اور مجھے مبارک باد دیرہے ہیں۔ اور ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے گزشتہ اور آئندہ تمام اولیاء کے سارے کمالات اپنے فضل وکرم سے شیخ احمدؒ کو عطا فرمائے ہیں۔ اور اسے اپنی رحمت کا خزینہ بنا دیا ہے۔ دوستو اسکی زیارت کرو۔ کیونکہ پرودگار کا حکم ہے کہ۔ جو شخص اسکی زیارت کرے گا میں اس کے گناہ بخشند دں گا۔ اور قیامت کے دن اسے اپنے مقربوں میں شامل کروں گا۔

واقعہ ۲: آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے فرزند سعادتمند شیخ احمد کی ولادت کے دن کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے ہیں۔ اور تمام انبیاء اور آسمانی فرشتے آپ کے ساتھ ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک باد دیرہے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی خوشی سے گود میں لے کر اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہہ کر فرماتے ہیں۔ کہ میرا یہ فرزند، میرے تمام

کمالات کا وارث، اور میرے قائم مقام ہوگا۔ اور میری امّت کے دینوی اور اُخروی کارخانے کو سنبھالے گا۔
اب میرے دل کو تسلی ہوئی۔

واقعہ ۳: شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے خلیفہ اور حضرت مخدوم کے پیر و مرشد شیخ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ولادت کے دن سرہند میں تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان سے فرشتے گروہ در گروہ خانہ کعبہ پر آرہے ہیں۔ اور وہاں سے پھر شہر سرہند کی طرف آتے ہیں۔ اور خانہ کعبہ پر نور کے ہزار جھنڈے گاڑے ہوئے ہیں۔ اور خانہ کعبہ کی چھت پر منادی کر رہے ہیں کہ۔
لوگو! آج رات ملک ہند میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جس کے سبب سے خدا تعالیٰ دین اسلام کو عزّت دے گا اور بدعت و گمراہی کو برطرف کر دے گا۔ اور سنّت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرے گا۔ اور وہ تمام اولیائے امّت سے افضل ہوگا۔

واقعہ ۴: حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ایّام ولادت میں

بادشاہِ ہند کا تخت الٹ گیا۔ پھر لوگوں نے اسے درست کیا پھر سرنگوں ہوگیا۔ غرضیکہ کئی دفعہ ایسا ہی ہوا۔ اسی اثناء میں بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ شمال کی طرف سے۔ یعنی سرزمین ہند کی طرف سے یکبارگی تند ہوا آئی اور تخت کو مع بادشاہ اٹھا کر دے ٹپکا۔ لہٰذا اس خواب کے ڈر سے سات روز تک بادشاہ کی زبان بند رہی۔ تمام ارکانِ سلطنت نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ بادشاہ کو ان دنوں کیا ہوگیا ہے۔ اور کونسا مرض لاحق ہوگیا ہے کہ اس حال میں گرفتار ہے۔

چنانچہ تمام حاذق طبیبوں کو اکٹھا کر کے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ جب بادشاہ نے ساتویں دن گفتگو کی تو کہنے لگا مجھے کوئی مرض نہیں۔ اور پھر اس نے اپنے خواب کو بیان کیا۔ پس خواب سنتے ہی تمام اہلِ عقل تاڑ گئے۔ اور انھیں اس بات کا کامل یقین ہوگیا کہ بادشاہ پر کوئی آسمانی بلا نازل ہوگی۔ جو اس کے باطل رسم و آئین کو درہم برہم کر دے گی۔

خانِ اعظم اور سید صدر جہاں۔ جنھوں نے اس سے

پہلے ہی خواب دیکھے تھے۔ اور نجومیوں سے یہ بات تحقیق کر چکے تھے۔ اس کے علاوہ شاہی تخت کو چند مرتبہ الٹتے ہوئے دیکھ چکے تھے۔ ان سب خبروں کی وجہ سے بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ پیدا ہوں گے۔ یہ سن کر پہلے سے بھی زیادہ بادشاہ پر رعب چھا گیا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا بچپن

آپ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق مختون پیدا ہوئے۔ آپ عام بچوں کی طرح کبھی روتے چلاتے نہ تھے۔ اور نہ کبھی آپ ننگے ہوتے تھے۔ اگر آپ کا کبھی بول و براز کے موقعہ پر اتفاقاً بدن مبارک ننگا بھی ہو جاتا تو بہت جلدی سے بدن ڈھک لیتے۔ ہر وقت خوش و خرم رہتے۔ آپ ہر دل عزیز تھے۔ جو بھی آپ کو دیکھتا محبت سے بے اختیار ہو جاتا۔ آپ نے دنوں میں اتنی پرورش پائی۔ جتنی اوروں کو مہینوں میں ہوتی ہے۔

اور مہینوں میں اسقدر پائی۔ جتنی دوسروں کو سالوں میں ہوتی ہے۔

ایک دفعہ آپ شیر خوارگی کے زمانہ میں بیمار اور بیحد کمزور ہو گئے۔ اسی اثناء میں شاہ کمالؒ کیتھلی اتفاقاً شہر سرہند میں آنکلے۔

آپ کے والد حضرت مجدد الف ثانیؒ کو شاہ کمال کی خدمت میں لائے کہ ان کے حق میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس مرض کو اس بچے سے دفع کرے۔ جب شاہ کمال نے دور سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو دیکھا تو تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کے والد کو اس تعظیم سے تعجب سا آیا کہ حضرت شاہ کمالؒ نے یہ کس کی تعظیم کی ہے۔

شاہ کمالؒ نے تعجب کی وجہ پوچھ کر فرمایا کہ ہم نے اس بچے کی تعظیم کی ہے۔ جو تمام اولیائے امت سے افضل ہے عنقریب یہ بچہ ایسا آفتاب بنے گا کہ اس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائے گا۔ اور بدعت و گمراہی کو برطرف کر دے گا۔ سنت نبویؐ کو زندہ کرے گا۔ اسکی ہدایت اور ارشاد کا نور قیامت تک قائم رہے گا۔

یہ وہی عزیز ہے جس کی خبر اولیائے امّت دے گئے ہیں اور بہت سے لوگ اس کی آمد کے منتظر ہیں۔ خدا تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے، یہ فرما کر اپنی زبان مبارک آپکے منہ میں رکھی۔ حضرت مجدّد الف ثانیؒ نے شاہ صاحب کی زبان کو دیر تک منہ میں دبائے رکھا۔ جب چھوڑا تو شاہ صاحب نے فرمایا اس بچے نے تمام قادریہ سلسلہ کی نعمتیں ہم سے لے لیں۔

جب کبھی شاہ صاحب سرہند میں تشریف لائے۔ تو حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے حق خوشخبری سناتے۔ کہ عنقریب یہ بچہ بڑے مرتبہ کا ہوگا۔

حضرت شاہ کمالؒ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا خرقہ مبارک جو بطور امانت ان کے پاس رکھا تھا۔ اپنے پوتے شاہ سکندر کو دے کر فرمایا کہ یہ حضرت مجدّد الف ثانیؒ کو دے دینا۔

حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی عمر ابھی سات سال کی تھی کہ حضرت شاہ کمالؒ ۱۹ جمادی الثانی ۹۲۱ھ اسّی سال کی عمر میں بمقام کیتھل (ہریانہ جو سرہند سے تقریباً ستر میل کے فاصلہ پر ہے)

انتقال فرمایا۔

حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی تعلیم

جب حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی عمر تعلیم کے لائق ہوئی تو آپ کو مدرسہ میں بٹھایا گیا۔ تو آپ نے بہت تھوڑے ہی عرصے میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔ اور پھر باقی علوم کی تحصیل اپنے والد بزرگوار شیخ مخدوم عبدالاحد سے کی۔ اس کے بعد سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اور مولانا کمال کشمیریؒ سے معقولات کی کتابیں پڑھیں۔ اور حدیث کی کتابیں مولانا شیخ محمد یعقوب کشمیریؒ سے پڑھ کر سند حاصل کی۔ غرض یہ کہ آپ بالغ ہونے سے پہلے پہلے تمام علم ظاہری سے فارغ ہو گئے۔ ا بشارت ہوئی کہ آپ طبقہ محدثین میں داخل کئے گئے۔ بچا آپ نے اپنے والد ماجد کے حضور ہی میں طالب علموں کو پڑھانا شروع کیا۔ چاروں طرف سے طالب علموں کی آمد شروع ہوئی۔ اور درس تدریس کا سلسلہ شروع ہو بہت سے طلباء فارغ التحصیل ہوئے۔

سفر اکبر آباد (آگرہ)

ان دنوں میں ہندوستان کا دارالحکومت اکبر آباد (آگرہ) تھا۔ وہاں کے علماء و مشاہیر کا ان دنوں میں بڑا شہرہ تھا آپ کو بھی ان حضرات سے ملنے کا شوق ہوا۔ لہٰذا آپ وہاں پہونچے اور وہاں کے اکثر علماء سے ملاقات کی۔ آپ کی علمی ذہانت کو دیکھ کر سب کے سب حیران رہ گئے۔ اور بہت سے علماء آپ کے درس میں حاضر ہونے لگے۔

ابوالفضل و فیضی

بادشاہ اکبر کے وزیر ابوالفضل اور فیضی یہ دونوں بھائی بڑے عالم فاضل تھے۔ جب حضرت مجدد الف ثانیؒ کی شہرت علماء مشائخ سے اراکین سلطنت تک پہونچی۔ تو وہ بھی دونوں بھائی حضرت کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے

آئے۔ آپ کے خلوص ومحبت سے انھیں بھی اپنا مشتاق بنالیا لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ابوالفضل سے بعض مسائل اور اس کی حرکات کی بنا پر آپ کو اختلاف ہوگیا۔ اور آپ نہایت قہر وغضب سے اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ کہکر ابوالفضل کے پاس سے اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ اور اس کی آشنائی ترک کردی۔ پھر اس نے آپ سے بہتیری دفعہ معافی مانگی۔ اور کئی دفعہ آپ کے در دولت پر حاضر ہوکر معافی کا خواستگار ہوا لیکن آپ نے کبھی سلام علیک بھی نہ کی۔ آخر کو تھوڑے عرصہ کے بعد کسی وجہ سے شاہزادہ سلیم (جہانگیر) کے اشارے سے ابوالفضل قتل کردیا گیا۔ اور اس کے سر کو کوڑا کرکٹ والے تابدان میں پھینکوادیا گیا۔

ابوالفضل کا پورا واقعہ اور مناظرہ وغیرہ جو اس نے حضرت سے کیا اور اس کے علاوہ بے ادبی کی حرکات جو اس نے حضرت سے کیں وہ سب روضۃ القیومیہ میں مفصل درج ہے۔ یہاں کتاب کے اختصار کیوجہ سے نہیں دیا گیا۔

حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی شادی

حضرت مجدّد الف ثانیؒ اکبرآباد سے اپنے والد کے ساتھ واپس سرہند آرہے تھے۔ تو اثنائے راہ میں دہلی اور سرہند کے درمیان شہر تھانیسر (واقع ضلع کوروکشیتر ہریانہ) میں آپ کا گزر ہوا۔ وہاں کے ایک رئیس شیخ سلطان تھے۔ جو بادشاہ اکبر کے بڑے مقربین میں سے تھے۔ اور بادشاہ کی طرف سے دہلی اور لاہور کے درمیانی علاقہ کے حاکم تھے۔ انھوں نے آپ کو نہایت اعزاز و اکرام سے اپنے ہاں مہمان رکھا۔ — انھیں دنوں شیخ سلطان نے ایک رات خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور فرمایا کہ اے شیخ سلطانؒ تمہاری بیٹی آج کل عورتوں میں سے سب سے نیک ہے۔ تمہاری اور تمہاری بیٹی کی سعادت اسی میں ہے کہ اس کا نکاح شیخ احمد سے (جو کہ میرا فرزند اور خلیفۂ اعظم ہے) کردو۔ جب شیخ سلطان خواب سے بیدار ہوئے۔ تو حیران رہ گئے۔ کہ وہ شیخ احمدؒ کون ہے

دوسری مرتبہ پھر ایسا ہی حکم ہوا۔ اب کی مرتبہ انھیں آپ کے حلیہ اور شکل و صورت سے بھی آگاہ کر دیا تھا۔
حضرت مجددؒ الف ثانیؒ بھی ان دنوں تھانیسر ہی میں تھے جو جو علامات حضورؐ نے خواب میں شیخ صاحب سے بیان فرمائیں تھیں۔ وہ سب آپ میں پائی گئیں۔ پھر شیخ سلطان صاحب اپنی تسلّی کے لئے حکم ثانی کے منتظر تھے۔
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر خواب میں فرمایا کہ میں تین روز سے بار بار کہہ رہا ہوں۔ کہ اپنی لڑکی کی شادی شیخ احمد سے کر دو تو تم اس بات کو کیوں نہیں مانتے۔ اگر اب بھی نہ کرو گے تو تمہارا ایمان سلب کر لیا جائے گا۔ یہ وہی شیخ احمدؒ ہیں جن کے لئے بار بار کہا جا رہا ہے۔۔۔۔ دوسرے روز حضرت شیخ سلطان نے مجددؒ الف ثانیؒ سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا اس معاملہ میں میرا کوئی اختیار نہیں۔ اگر میرے والد بزرگوار اس بات کو منظور فرمائیں تو مجھے بھی منظور ہے۔
حضرت مخدوم عبدالاحدؒ نے بڑی خوشی سے اس بات کو منظور فرمایا۔ چنانچہ نہایت شاہانہ انداز سے شادی کر کے

اور بیوی کو لے کر اپنے وطن سرہند تشریف لے گئے۔
شیخ سلطان نے بیٹی کو جہیز میں دوسرے سامان کے علاوہ مال و دولت بھی بہت زیادہ دیا۔

شادی کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پاس ظاہری مال و دولت بھی کثرت سے ہو گیا۔ اپنے والد بزرگوار کی حویلی بنوائی۔ جہاں پر آج کل آپ کا روضۂ مبارک ہے یہی آپ کی اولاد کا محلہ تھا۔ حویلی کے قریب ہی ایک مسجد تعمیر کرائی۔ آپ جب کبھی اپنے بھائیوں کو یاد فرماتے تو پرانی حویلی والے فرمایا کرتے۔ اسی وجہ سے آپ کے بھائیوں کے اولاد کا لقب پرانی حویلی والے پڑ گیا

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے والد بزرگوار کی وفات

اکبر آباد سے واپس آنے اور شادی کرنے کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں رہے اور باطنی کمالات کا فیض حاصل کیا۔ جب آپ کے والد

ماجد کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے تمام فرزندوں کو بلایا اور خرقۂ خلافت جو سلسلۂ سہروردیہ میں آباؤ اجداد سے حاصل تھا اور خرقۂ خلافت چشتیہ جو شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے حاصل کیا تھا اور خرقۂ خلافت قادریہ جو شاہ کمال کیتھلی سے حاصل ہوا تھا وہ سب کچھ مجدد الف ثانیؒ کو عنایت فرما کر اپنا قائم مقام اور جانشیں قرار دیا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ تمام سلسلوں میں لوگوں کو مرید کرتے،

مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری متابعت کی وجہ سے اپنے مریدوں کو خواہ وہ کسی سلسلہ میں ہوں خلاف شرع امور مثلاً رقص، سماع وغیرہ سے بالکل منع فرماتے، شیخ مخدوم عبدالاحدؒ آپ کے والد نے ۱۰۰۷ھ ہجری میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ اور سرہند کے قبرستان میں مدفون ہو گئے۔ جو مجدد الف ثانیؒ کے روضہ سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے (وہ بستی کے قریب ہے)

سرہند کا قبرستان

ایک روز حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے جدِ اکبر حضرت امام رفیع الدینؒ کے مزار کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ فاتحہ کے بعد قبرستان کی بخشش کے لئے بارگاہِ الٰہی میں درخواست کی۔ کہ الٰہی اس قبرستان سے عذاب دفع ہو جائے۔

الہام ہوا کہ۔ ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھا لیا گیا۔ آپ نے پھر دوبارہ عرض کی کہ یا الٰہی۔ تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں اور زیادہ کر۔ پھر الہام ہوا کہ ایک مہینہ کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھا لیا گیا۔ آپ نے پھر التجا کی تو حکم ہوا کہ ایک سال کیلئے عذاب دور کر دیا گیا۔ تیسری بار پھر عاجزی کی تو حکم ہوا کہ تمہاری خاطر قیامت تک اس قبرستان سے عذاب دور کر دیا گیا۔

ایک دفعہ:۔ ایک دفعہ جب حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے والد بزرگوار مخدوم عبدالاحد کے مزار کی زیارت

کیسلئے دگئے ... تو اس مشہور حدیث کے مضمون کا خیال آیا ......

جب کوئی عالم کسی قبر کے پاس سے گزرتا ہے تو چالیس روز تک اس قبر سے عذاب دور کر دیا جاتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کے نیکی بنا پر اس قبر سے قیامت تک عذاب دور کر دیا گیا۔

پنجاب میں پیغمبروں کی قبریں

سرہند شہر کے جنوب مشرق کی طرف موضع براس ہے۔ آپ نے وہاں ایک دفعہ ظہر کی نماز ادا کی۔ اور اپنی نظر کشفی سے انبیاء علیہم السّلام کے مقبرے معلوم کئے۔ اور فرمایا۔ ان انبیاء علیہم السّلام نے مجھ سے ملاقات کی ہے اور فرمایا ہے کہ ہم اس مقام پر آرام کئے ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد کے متعلق صحیح یہ ہے کہ تین پیغمبر مرسل وہاں پر مدفون ہیں۔ جو زمانہ قدیم میں ہندوؤں کی ہدایت

کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔
جن کو تقریباً دو ہزار سال سے اوپر ہی عرصہ ہو گیا ہے
غالباً اس وقت ہندوستان پر راجہ کرن کی حکومت تھی
۔ ان پیغمبروں کی قبریں موضع براس میں مشرق کی
طرف اونچے ٹیلے پر چار دیواروں کے اندر آج تک
موجود ہیں۔ جہاں مخلوق خدا جاکر ان کے فیض و
برکات سے نفع حاصل کرتی ہے۔

سنکوتل یا (سنگول)

شہر سرہند کے مغرب میں بارہ میل کے فاصلہ پر ایک
مقام سنکوتل ہے آج کل وہ سنگول اور
اونچا پنڈ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ سمرالہ سے چنڈی
گڑھ جانے والی سڑک پر واقع ہے اس جگہ پر بھی
پیغمبر مبعوث ہوئے تھے۔ لیکن وہاں کے لوگ ان پر
ایمان نہ لائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا قہر و غضب

نازل فرمایا۔
چنانچہ آسمان سے ان ان لوگوں پر پتھر برسے اور وہ سب ہلاک ہو گئے۔ پیغمبر وہاں سے ہجرت کر کے براس میں آگئے۔ اور وہیں انھوں نے وفات پائی۔ واللہ اعلم

۲ اسلئے بھی شہر سرہند کو شرف اور عزت حاصل ہے

براس سرہند سے دس بارہ میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے۔ جہاں غدر ۱۹۴۷ء زمانہ آمن تک سب مسلمانوں کی آبادی تھی۔ اس گاؤں میں چار مسجدیں ہیں جو سب ویران اور غیر مسلموں کے قبضہ میں ہیں۔ اس گاؤں میں مسلمان کا ایک بھی گھر آباد نہیں آج وہاں پر سب غیر مسلم آباد ہیں۔ جو سب پاکستان سے آکر آباد ہوئے ہیں۔
براس کو آج کل بس بھی جاتی ہے۔ جو راجپورہ سے آکر جی۔ ٹی۔ روڈ سے ہو کر پھر براس کو مڑ جاتی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا دہلی کے لئے سفر

حضرت مجدد الف ثانیؒ ۱۰۰۸ ہجری مطابق ۱۵۹۹ء میں سرہند سے حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے۔ جب آپ دہلی پہونچے تو مولانا کشمیریؒ کے ہاں ٹھہرے۔ جو شروع ہی سے آپ کے معتقد تھے۔ حضرت مولانا نے حضرت خواجہ باقی باللہ کے کمالات باطنی اور کرامات کا ذکر کیا تو آپ کو ان سے ملنے کا بہت شوق ہوا۔ لہٰذا آپ حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خواجہ صاحب بڑی محبت اور مہربانی سے پیش آئے خواجہ صاحب نے آپ کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی فرزند ہے۔ جس کی خوشخبری خواجہ نقشبندیؒ اور خواجہ امکنگی نے دی تھی۔ خواجہ بیرنگ باقی باللہ نے حضرت مجدد الف ثانی سے پوچھا کہ آپ اپنے وطن سرہند سے

یہاں کیسے تشریف لائے ہیں؟
پھر خواجہ صاحب نے خود ہی فرمایا۔ کہ آپ حج بیت اللہ کے لئے جا رہے ہیں۔ اگر کچھ دن آپ میرے پاس رہ جائیں تو خداوند تعالیٰ سے امید ہے کہ جو کچھ آپ کو اس سفر سے حاصل ہونا ہے۔ وہ یہیں سے حاصل ہو جائے گا۔ حضرت مجدد الف ثانی خواجہ صاحب کی فرمائش پر وہیں رک گئے۔ خواجہ صاحب نے آپ کو خلوت میں لے جاکر خواجگان کے طریقہ کے مطابق آپ کو بیعت فرمایا۔ اس کے بعد آپ کو دن بدن عروج حاصل ہوا۔
چنانچہ آپ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام اولیائے امت سے سبقت لے گئے۔ خواجہ صاحب نے ۱۵ رجب المرجب ۱۰۰۹ھ کو نسبت خاصہ سے القا فرما کر اور کامل اجازت و خلافت دے کر معتبر اصحاب کے ساتھ سرہند کی طرف رخصت فرمایا۔ حضرت خواجہ صاحب نے اپنے ایک مرید کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کی نسبت لکھا کہ ایک شخص شیخ احمدؒ نام سرہند کا رہنے والا کثرت علم اور قوت عمل

کرنے کے لئے چند روز میرے پاس رہا۔ میں اسکی حالت سے بہت عجائبات کا مشاہدہ کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہیکہ کسی دن وہ آفتاب ہوگا۔ جس سے تمام جہان روشن ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہیکہ اس کے کامل احوال کا مجھے پختہ یقین ہو گیا ہے۔ اس شیخ احمد سرہندی کے بھائی اور رشتہ دار بھی ہیں۔ جو سب کے سب صالح اور عالم ہیں۔ اور اس کے فرزند بھی اسرارِ الٰہی اور جواہر عالیہ ہیں۔ وہ سب بڑی استعداد کے مالک ہیں امید ہے کہ ان میں سے ہر ایک چراغ ہوگا۔ جس سے جہان اور اہلِ جہان روشن منور ہوں گے۔

حضرت خواجہ صاحب آپ کی فضیلت اور قابلیت دیکھ کر اللہ تعالےٰ کے بجد شکر گزار ہوئے۔ کہ ایسے شخص کی روحانی تکمیل کے لئے انھیں منتخب کیا گیا۔ اکثر فخریہ فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کو نسبت نقشبندی کی امانت دیکر بری الذمہ ہو گیا ہوں۔ اور فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ ایک آفتاب ہیں کہ ہم جیسے

ہزاروں ستارے اسکی روشنی میں گم ہو جائیں گے۔ آسمان کے نیچے ان کی نظر نہیں۔

ایک دفعہ خواجہ صاحب نے حضرت مجدد الف ثانیؒ سے فرمایا کہ ہم نے ہند میں ایک بہت بڑا چراغ روشن کیا ہے۔ اس کی روشنی یک لخت بڑھنے لگی پھر ہمارے جلائے ہوئے چراغ سے بیسیوں چراغ جل گئے۔ اس سے مراد تم ہو۔ اور فرمایا کہ ہم نے یہ بیج بخارا اور سمرقند سے لا کر ہند کی زمین میں بویا ہے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

— حضور پرنور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۱: امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ خلیفہ اول۔

۲: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہٗ۔

۳: حضرت امام قاسم بن محمدؒ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۴:۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
۵:۔ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ۔
۶:۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ
۷:۔ حضرت خواجہ ابو علی فارمدیؒ
۸:۔ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ
۹:۔ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانیؒ
۱۰:۔ حضرت خواجہ محمد عارف دیوگریؒ
۱۱:۔ حضرت خواجہ محمود اکبر مخنویؒ
۱۲:۔ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنیؒ
۱۳:۔ حضرت خواجہ محمد باباسماسیؒ
۱۴:۔ حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلالؒ
۱۵:۔ حضرت خواجہ امام الطریقت بہاء الدین نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۶:۔ حضرت خواجہ مولانا محمد یعقوب چرخیؒ
۱۷:۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ
۱۸:۔ حضرت خواجہ محمد زاہدؒ
۱۹:۔ حضرت خواجہ درویش محمدؒ

۲۰:- حضرت خواجہ اُمکنگی رح

۲۱:- حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رح

۲۲:- امام ربّانی مجدّد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ کے حالاتِ زندگی

آپ کا اسم گرامی۔ رضی الدّین محمّد باقی رح المشہور خواجہ باقی باللہ رح۔ اور خواجہ بیرنگ بھی کہلاتے ہیں۔

آپ کے والد قاضی عبد السّلام صاحب رح خلجی سمرقندی، قریشی، کابل کے مشہور عالم باعمل اور صاحبِ وجد و حال بزرگ تھے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۳ء کابل میں پیدا ہوئے۔۔۔ بچپن ہی سے بزرگی کے آثار آپ کی پیشانی مبارک پر ظاہر تھے۔ آٹھ سال کی عمر میں آپ نے

قرآن مجید حفظ کیا ۔ اور اسی عرصہ میں نماز و روزہ کے ضروری مسائل یاد کر لئے ۔ اور دس سال کی عمر میں عربی کی ابتدائی تعلیم حاصل کرلی ۔ ظاہری علوم کو آپ نے مولویت کے درجہ تک حاصل کیا ۔ ظاہری علوم سے بہت جلد فارغ ہونیکے بعد آپ نے سیر و سیاحت اختیار کرلی ۔ اور جگہ جگہ علماء مشائخ سے فیوض برکات حاصل کرتے ہوئے آپ ہندوستان تشریف لے آئے ۔ آپ ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتے ۔ کسی وقت بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہوتے ۔

چنانچہ آپ اکثر جنگلوں ، بیابانوں ، اور قبرستان میں راتیں جاگ کر بسر کرتے ۔ اللہ کے بندوں سے اسقدر ملنے کا شوق تھا کہ اگر کسی کو مجذوب کی حالت میں دیکھ پاتے تو اس کے پیچھے لگ جاتے ۔ خواہ وہ پھتر ہی مارتا ۔ مگر آپ اس کا پیچھا نہ چھوڑتے ۔ آپ دنیا اور دنیا دا لوں سے بے پرواہ رہتے ۔ اپنی مجلس میں دنیاوالوں کا کبھی ذکر نہ فرماتے ۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کو حضرت خواجہ

بہاؤ الدّین نقشبندی نے بھی
ارشاد فرمایا تھا کہ حضرت مجدّد الف ثانیؒ سے ملیں۔ اور انھیں اپنے سلسلہ میں شامل کرو۔ اس کے بعد خواجہ امکنگیؒ نے بھی اس بارے میں تاکید کی کہ حضرت مجدّد الف ثانیؒ سے ضرور ملنا۔
یہی وجہ تھی کہ آپ ایک عرصہ تک حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی تلاش میں رہے۔

اب صاحبِ کشف وکرامات بھی تھے۔
ہر روز سیکڑوں حاجت مند اور مریض آپ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوتے۔ آپ ان کے لئے دعا فرماتے۔ اور جو لوگ حق کی تلاش کے لئے آتے۔ انھیں کمالات باطنی کی دولت سے مالا مال کرتے۔

آپ کے ایک نان بائی کا واقعہ

ایک دفعہ رات کے وقت آپ کے ہاں کچھ مہمان آگئے

آپ کا ایک نان بائی مرید تھا۔ آپ نے اُسے کھانے پکانے کے لیے کہا۔ نانبائی نے مہمانوں کے لئے فوراً کھانا تیار کر دیا۔ اس کے اس کام کی وجہ سے آپ اس سے بہت خوش ہوئے۔ اور خوشی کے عالم میں فرمایا۔ کہ بولو تمہیں کیا چاہیئے۔ نانبائی نے کہا۔ میری یہ خواہش ہیکہ آپ مجھے اپنے جیسا (یعنی خواجہ باقی باللہ) بنا دیں۔ آپ نے اُسے دو تین مرتبہ تو سمجھایا۔ کہ اس کے بجائے کچھ اور مانگ لو۔ مگر وہ اللہ کا بندہ ہی نہ مانا۔ اور اپنی ضد پر قائم رہا۔ آخرکار آپ اُسے ایک کوٹھری میں لے گئے۔ اور ایسی توجہ فرمائی کہ جب وہ شخص باہر آیا تو حضرت خواجہ باقی باللہ کیطرح تھا۔ مگر وہ دولت جو آپ کے اندر تھی اُسے وہ چندروز تک کے لئے بھی نہ رکھ سکا۔

لہٰذا وہ دنیا سے چل بسا۔ سچ ہیکہ اللہ تعالیٰ جس کو اس نعمت کے لائق سمجھتے ہیں اُسے ہی عطا فرماتے ہیں۔ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ لیکن انسان چونکہ نادان ہے۔ وہ اسکو سمجھتا ہی نہیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی وفات

آپ کو اپنی وفات کا پہلے ہی علم ہو گیا تھا۔ اور اپنی بیوی کو بھی اسکی پہلے ہی خبر دے رکھی تھی۔ آپ نے بروز شنبہ ربار کے دن ۲۵ جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ ہجری میں عصر کے بعد اپنے مکان واقع کوٹلہ فیروز شاہ میں انتقال فرمایا۔

آپ کا مزار پر انوار دہلی میں قبرستان قدم شریف میں ہے۔ قطب روڈ سے اجمیری دروازہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں قدم شریف ہے۔ جہاں چار دیواری کے اندر ایک قبرستان ہے۔ اسی کے اندر آپ کا مزار ہے۔

آپ کے مزار پر کوئی گنبد وغیرہ نہیں ہے۔ بلکہ صرف جالی دار چار دیواری ہے۔ آپ کے دو لڑکے تھے۔

(۱) خواجہ عبداللہ اور (۲) خواجہ عبیداللہؒ۔

آپ کے بڑے خلفاء یہ ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ سرہندی شیخ تاج الدینؒ سنبھلی، اور خواجہ حسام الدین احمد۔

اس نانبائی کا مزار حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے مزار مبارک کے قریب چاردیواری کے باہر ہے۔ اور لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے۔

مزار حضرت خواجہ حسن نانبائی خلیفہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ۔

بادشاہ ہند جلال الدین اکبر بن نصیر الدین ہمایوں بن ظہیر الدین بابر (خاندان مغلیہ کا بانی)

دسویں صدی ہجری میں سلطان جلال الدین اکبر ہندوستان کا بادشاہ تھا۔ فیضی اور ابوالفضل دونوں بھائی اسکے مقرب خاص تھے۔

ابوالفضل نے بنارس جاکر کفار کے علوم حاصل کئے۔ اسی علم کی وجہ سے ان دونوں بھائیوں کے عقیدے میں ایسا فرق آیا کہ دین سے بالکل منحرف ہو گئے۔ بادشاہ اکبر کو بھی اس علم کی رغبت پیدا ہو لی۔

ابو الفضل ان علوم کو ہندی سے فارسی میں ترجمہ کرکے بادشاہ کو بتایا کرتا ... اور اس طرح سے بتایا کرتا کہ جاہل بادشاہ کو اس باطل علم کی حقیقت معلوم ہو گئی۔
وہ دن رات ابو الفضل سے مسائل پوچھتا۔ لہٰذا ابو الفضل بھی ہندی کی چندی کرکے اس کو بتاتا۔ کسی اور شخص کو اس کی ہمت اور طاقت نہ تھی کہ آخر حق بات کہہ سکے۔
ایک روز ابو الفضل نے بادشاہ کو کہا کہ ہندوؤں کا ابھی ایک اوتار اور باقی ہے۔ جو اس آخری زمانے میں پیدا ہوگا۔ لہٰذا اس کی سب علامتیں آپ کی ذات میں پورے طور پر عین ٹھیک پائی جاتی ہیں۔
کافروں کے ہاں اوتار اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس میں ذاتِ خداوندی حلول کرے۔ معاذ اللہ توبہ استغفر اللہ
(اس قسم کے کلمات جو ان کے منہ سے نکلتے ہیں وہ سب سراسر جھوٹ اور بہتان ہے)
غرض یہ سن کر اس بیوقوف نے نبوت (یعنی پیغمبری) کا دعویٰ کر دیا۔ حضرت شیخ سلطان کو جن کی لڑکی حضرت مجدد الف ثانیؒ سے منسوب تھی۔ (جن کا مفصل ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

بادشاہ کے ہاں بڑا مرتبہ و اعتبار حاصل تھا۔ لہٰذا جاہل بادشاہ نے حضرت شیخ سلطانؒ کو کہا کہ ہمارے لئے قرآن لکھو۔ جس میں شریعت ہو۔
چنانچہ شیخ سلطانؒ صاحب قلم دوات لے کر بیٹھے۔ مگر کبھی بادشاہ کیطرف دیکھتے، اور کبھی آسمان کیطرف۔
بادشاہ نے پوچھا کہ اب کیا دیکھتے ہو۔ کیا دیر ہے؟ ہمارا قرآن لکھو!
شیخ صاحب نے فرمایا کہ دیکھتا ہوں کہ جبرئیل علیہ السّلام جو وحی لانے والے ہیں۔ آسمان سے تمہارے لئے قرآن شریف لائیں۔ تو میں لکھوں۔
بادشاہ یہ سن کر بہت شرمندہ ہوا۔ شیخ صاحب کو کہنے لگا۔ کہ جاؤ میں نے لاہور اور دہلی کے درمیان علاقے کی حکومت تمہارے سپرد کی۔ اس ملک کا بندوبست کرو۔
شیخ صاحب بھی چاہتے ہی تھے کہ اس ملعون کی خدمت سے دور رہیں۔۔۔ لہٰذا آپ وہاں سے رخصت ہوئے اور غالباً تھانیسر کے علاقے میں مقیم ہوئے۔ (جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے) اس جگہ جا کر آپ نے وہاں کے مخصوں کو

علماء و فقراء و مساکین کو تقسیم کر دیا۔ اور بارہ سال تک
ایک پیسہ بھی بادشاہ کو نہ دیا۔ بادشاہ نے بھی آپ سے
کچھ نہ پوچھا۔ لیکن جب بارہ سال بعد بادشاہ کسی تقریب
کی وجہ سے ادھر سے گزرا تو شیخ صاحب کو بلا کر بارہ سالہ
خراج کی بابت پوچھا۔ شیخ صاحب بھی اپنے گھر سے
پختہ ارادہ کر کے نکلے تھے کہ آج ضرور شہید ہونا ہے۔
لہٰذا بادشاہ سے کہنے لگے کہ تو دین سے مرتد ہو گیا
ہے۔ اس لئے مرتد کا مال اُڑا جانا جائز اور حلال ہے
اس واسطے میں نے وہ سب مال فقراء و مساکین کو تقسیم
کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر بغل سے ایک پتھر نکال کر بادشاہ
کے منہ پر ایسا تاک کر مارا۔ کہ پیشانی سے خون بہنے
لگا۔ اس پر شیخ صاحب کو ۴ جمادی الآخر ۱۰۰۷ھ ہجری
مطابق یکم جنوری ۱۵۹۸ء میں پھانسی دیدی گئی۔

اکبر کی گمراہی اور دین الٰہی

ابو الفضل نے عربی زبان میں ایک کتاب تصنیف کر کے بادشاہ اکبر کو کہا۔ کہ اے بادشاہ یہ تیرے لیے آسمان سے نازل ہوئی ہے۔ میں فلاں جنگل میں سیر کو جا رہا تھا اتفاقاً میں ہمراہیوں سے دور ہو گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک فرشتے نے آسمان سے اتر کر یہ کتاب مجھے دی اور کہا کہ یہ کتاب بادشاہ کو پہونچا دینا۔ اللہ تعالےٰ نے یہ اس کے لیے بھیجی ہے۔

بے وقوفی کی بھی حد ہو گئی۔

ان بیوقوفوں کا کمینہ پن دیکھو کہ اگر بالفرض فرشتہ آتا بھی۔ تو دوسرے کو بیچ ڈال کر ہی کتاب دیتا۔ انبیائے برحق کے پاس جو فرشتے آتے رہے وہ بلا کسی کے واسطے سے پیغام پہونچاتے رہے۔ نہ کہ دوسرے کے وسیلے سے پیغام رسانی کا سلسلہ جاری ہوا۔

جھوٹی کتاب کے جھوٹے احکام

اس باطل کتاب کے احکام اس قسم کے تھے۔
یَاَیُّھَا الْبَشَرُ لَا تَذْبَحِ الْبَقَرَ وَاِنْ تَذْبَحِ الْبَقَرَ فَمَا رَاکَ فِی السَّقَرِ ○ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ
او انسان! گائے ذبح نہ کرنا، اگر گائے کو ذبح کرے گا تو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔
غرض یہ کہ جو چیزیں قرآن شریف کی رو سے حرام تھیں وہ اس کتاب میں حلال قرار دی گئیں۔ اور جو حلال تھیں وہ حرام کی گئیں۔
چنانچہ گائے کا گوشت حرام قرار دیا گیا۔ اور اس کے برعکس سوٗر کا گوشت حلال کیا گیا۔ اور اس بات کا اعلانیہ حکم دیا گیا کہ کھلم کھلا بازاروں میں سوٗر کا گوشت بکا کرے گائے بھیڑ بکری کا گوشت بالکل گم کر دیا گیا۔ شراب حلال اور جائز سمجھی گئی۔ مسجدوں اور مدرسوں کو گرا دیا گیا

اور اگر گرانے سے کوئی باقی بچ رہا۔ تو حکم دیا کہ اس میں ہاتھی، گھوڑے، اور اونٹ وغیرہ باندھا کریں۔ جہاں کہیں مسلمانوں کو دیکھتے تو توان پر بڑا ظلم وستم کرتے۔ بہت سوں کو قتل کیا۔ کچھ دنوں بعد خدائی دعوہ کرنے لگا۔ چنانچہ بادشاہ کی مہر کی یہ عبارت ہے۔

جلّ جلالہٗ است اکبر۔ دوسری مہر کی عبارت یہ ہے۔ اکبر شانہٗ تعالیٰ۔ اور تخت پر بیٹھ کر اپنے آپ کو سجدہ کرواتا۔ شاہی ملازم لوگوں کو زبردستی پکڑ کر لاتے اور سجدہ کرواتے۔ اگر سجدہ کرنے سے انکار کرتے تو فوراً سزا پاتے۔

غرض اسلام اور مسلمانوں کے لئے یہ بڑا نازک وقت تھا۔

اکبر کا نیا دین یا دین الٰہی

بادشاہ اکبر نے ایک نئے دین کی بنیاد رکھی۔ اکبر نے

جو اپنا کلمہ جاری کیا تھا وہ یوں ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ۔

اکبر کا ایجاد کردہ دین الٰہی باقاعدہ ایک مذہب تھا۔ دینِ الٰہی قبول کرنے سے پہلے دینِ اسلام ترک کرنا ضروری تھا۔ اکبر نے نئے نئے قوانین بنائے جو شریعت اسلامیہ ٹکراتے تھے۔ اپنے ظہور کا بنا سن (سنِ الٰہی) سرکاری طور پر رائج کیا تھا۔ شعائرِ اسلام کا مذاق اڑایا جاتا تھا۔ — اس کی نئی شریعت میں گائے کا درشن، سورج، آگ، اور چراغ کی تعظیم، قشقہ لگانا، زنار پہننا وغیرہ پرستش الٰہی کہلاتا تھا۔ جب اس کی عبادات، اسلامی عبادات سے الگ تھیں۔ تو ظاہر ہے کہ اس کا دین بھی اسلام سے ایک الگ دین تھا۔

شادی بیاہ کے طریقے بھی الگ قائم کیا جس میں دولہا دلہن کو آگ کے گرد پھیرے دئے جاتے تھے۔ لہٰذا جب اکبر کا دینِ الٰہی ایک نیا مذہب تھا۔ تو پھر اس دین کا بانی بھی ایک نیا پیغمبر ہوا۔ اکبر خود کو روحانی پیشر شک کہلاتا تھا۔ اور اس نے ایک آئینِ رہنمائی بھی بنایا تھا۔ اس آئین کے

تحت وہ لوگوں کو مرید کر لیا کرتا تھا۔ اس لئے اس کے مرید الہیان کہلاتے تھے۔

اکبر ایسا اُمّی ان پڑھ نہیں تھا۔ جیسا کہ اسے کہا گیا ہے چونکہ اکثر نبی اُمّی (ان پڑھ) ہوئے ہیں۔ اس لئے اکبر کو بھی اُمّی ظاہر کر کے نئے دین کی بنیاد رکھوائی گئی۔

ابو الفضل دینِ الٰہی کو نو آئین الٰہی کہتا ہے۔

(بحوالہ۔ آئین اکبری، منتخب التواریخ)

دین اسلام کے خلاف اور نئے دین کیلئے زور شور

اکبر کے عہد میں اس بات کا پروپیگنڈہ بڑے زور شور سے کیا گیا کہ دینِ اسلام کی میعاد ایک ہزار سال تک ہے۔ اور اس کے بعد ایک نئے دین کی ضرورت ہو گی محققین نے اسکو عقیدہ الفی کا نام دیا ہے۔ اس عقیدے کی نشر و اشاعت کی غرض سے ہزار سالہ جشن بھی منائے گئے سکے ڈھالے گئے۔ جن پر سنِ الف دیا ہوا تھا۔ اکبر کے

حکم سے تاریخ الفی بھی لکھی گئی۔ جس سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ اسلام کی تاریخ بالکل مکمل ہو چکی ہے۔ اور اب نئے ظہور کے ساتھ نیا دور شروع ہونیوالا ہے۔

امام مہدیؑ کا ظہور

مُلّا شیرازی شریف اعلیٰ وغیرہ نے اکبر کو اس بات کا یقین دلایا کہ ۹۹۰ھ میں امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ اور وہ اکبر بادشاہ ہی ہے۔ شیعی علماء نے بھی حضرت علیؓ کے حوالے سے اسوقت کو ظہورِ مہدی کا وقت ثابت کیا ہے۔
ان کی دیکھا دیکھی برہمن بھی اسکی تائید میں اپنی پرانی پوتھیاں نکال کر لائے۔ اور اکبر کے متعلق اپنی پیشگوئی دکھائی کہ۔ ہندوستان میں ایک عظیم بادشاہ پیدا ہوگا جو برہمنوں کا احترام کرے گا۔ اور گائے کی حفاظت کرے گا اور دنیا میں عدل کے ساتھ حکومت کرے گا۔ اور اس بات کا پختہ یقین دلاتے کہ۔ اکبر رام اور کرشن کا

تار ہے۔
ابراہیم سرہندی بھی ایک پرانا کرم خوردہ مخطوطہ اٹھالا یا۔
جس میں ابن عربی قدس سرہ کی طرف منسوب کر کے یہ لکھا تھا
کہ صاحب زماں بہت سی عورتیں رکھے گا۔ اور داڑھی
منڈا ہو گا۔ اکبر کے مصاحب اس کو صاحب زماں کہہ
کر مخاطب کرتے تھے۔ اور شیعہ و سنی دونوں کے نزدیک
امام مہدی علیہ السلام دنیا میں خلافتِ الٰہیہ قائم کریں
گے۔ ابو الفضل بھی اکبر کو خلیفۃ اللہ، ہادی علی الاطلاق
اور مہدی استحقاق لکھتا ہے۔ (ملاحظہ ہو دیباچہ مہابھارت
وغیرہ)
محضر نامہ تیار ہوا جس کی رو سے اکبر کو اعدل و اعقل و اعلم
تسلیم کرالیا گیا۔ ہوتے ہوتے وہ نبوت کا مدعی ہو گیا
یعنی اکبر نے ایک پیغمبر کی تمام ذمہ داریاں سنبھالی تھیں
لیکن احتیاط کے طور پر وہ خود کو نبی نہیں کہتا تھا کیونکہ
وہ جانتا تھا کہ نبوت کا دعویٰ ملک میں اس کے خلاف
ایک شورش پیدا کر دے گا۔ اور دوسرے ممالک میں بھی
اس کی رسوائی ہو گی۔ اس لئے اس نے باقاعدہ دعویٰ تو

نہیں کیا۔ لیکن وہ کام نبیوں اور اوتاروں جیسے ہی کرتا رہا۔

آوے کا آوا ہی بگڑ چکا تھا

تاریخ کی کتابوں میں اکبر بادشاہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے اس نے اپنی حکومت میں غیر مسلموں کو ممتاز عہدوں پر فائز کیا۔ اور اسطرح سے ہر دل عزیز بننے کی کوشش کی ان کو بڑی بڑی جاگیریں دی گئیں۔ لہٰذا سرکردہ ہندوؤں نے اپنی بیٹیاں اکبر سے بیاہ دیں۔ اب اکبر ہندوؤں کی رسموں کو منانے کیلئے ضروری سمجھنے لگے۔ اکبر کی ان حرکات کی وجہ سے کفار کے حوصلے بلند ہو گئے۔ کہ ہر مسلمان کی زندگی کٹھن ہو گئی۔

نام کے مسلمانوں کی ایسی حالت تھی کہ ان کے چھوٹے بڑے سب بگڑ چکے تھے۔ غرض یہ کہ پورا آوے کا آوا ہی بگڑ چکا تھا۔ اور اس آوے کا کوئی برتن سالم نہیں تھا

ہند کے عام جاہل مسلمان کافروں کے دیوتاؤں کی دہائی دیتے تھے۔ ان کے آگے صحت و تندرستی کے لئے ہاتھ پھیلا کر بھیک مانگتے تھے۔ ان کی عورتیں ہندوؤں کی دیویوں کی پوجا کرتی تھیں۔ سِتلا مائی کی منّت مانتی تھیں اللہ کے باغیوں اور رسول کے دشمنوں کے تہواروں کو اپنی اسلامی عید دن کیطرح سے منایا جاتا تھا۔ مسلمان عورتیں دیویوں کے نام سے روزے (یعنی برت) رکھتی تھیں۔ قبروں پر بکرے چڑھائے جاتے تھے۔ مسجدوں کو بڑی دلیری سے مندروں میں تبدیل کیا جانے لگا تھا۔ کاوشی کا دن ہندوں کے لئے برت کا دن ہوتا ہے۔ اس دن کے لئے اعلان کر دیا گیا۔ کہ کوئی مسلمان دن میں روٹی نہ پکائے۔ اس کے برعکس رمضان شریف کے مہینے کا کوئی پاس نہ تھا۔ اکبر کے زمانہ کے مولوی بھی ایسے ہی تھے جنہوں نے شریعت کی اہمیت ختم کر دی تھی۔ اکبر کے آس پاس ہر وقت خوشامدی اور لالچی لگے رہتے تھے اکبر اگر دن کو رات کہتا تو خوشامدی اور لالچی غل مچانے کہ ہاں سرکار تارے نکل رہے ہیں۔ اور اگر رات کو

دن بتاتا تو کہتے ہاں ۔ جہاں پناہ! دیکھئے سورج چمک رہا ہے۔ اور چڑیاں چہچہا رہی ہیں۔ ۔ غرضیکہ ان کا ایمان کوڑیوں کے مول بک رہا تھا۔ نماز روزہ سے کسی کو کچھ سروکار ہی نہ تھا۔

السلام علیکم کی جگہ ۔ اللہ اکبر۔ اور وعلیکم السلام کی جگہ ۔ جل جلالہٗ۔ کہتے اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑایا جاتا۔ ان سے زبردستی سجدہ کروایا جاتا۔ جو لوگ سجدہ سے انکار کرتے۔ وہ قتل کر دیئے جاتے۔ اسطرح سے ہزاروں کی تعداد میں مسلمان قتل کر دیئے۔ مگر انھوں نے سجدہ نہ کیا۔ ہندوؤں کو سجدہ کرنے میں کوئی عار نہ تھی۔ اسلئے اکبر کے دربار میں انھیں بڑی عزت بخشی گئی۔ اگر کسی کے نام کے ساتھ محمد یا احمد ہوتا تو اسے بدل دیا جاتا۔ دربار میں جو کوئی آتا وہ پہلے بادشاہ کو سجدہ کرتا۔ اسے زمین بوسی کہتے۔

دربار میں جوا گھر بنایا گیا۔ جو لوگ جوا کھیلتے تھے اور پیسہ پاس نہ ہوتا اُسے سود پر قرض دیدیا جاتا کتنے

اور سوّر دربار میں پائے جاتے۔ جن کا دیکھنا صبح کے وقت
بادشاہ کے نزدیک عین عبادت تھا۔

حضرت مجدّد الف ثانیؒ اکبر کے دربار میں

ایسے نازک اور تاریک دور میں بادشاہ اور اسکے
درباریوں کو راہِ راست پر لانے کے لیے اللہ تعالیٰ
کی طرف سے۔ حضرت مجدّد الف ثانیؒ کو بھیجا گیا۔
حضرت مجدّد الف ثانیؒ اکبر اور اس کے مصاحبوں کو
راہِ راست پر لانے کے لئے۔ سرہند سے اکبر آباد (آگرہ) پہنچے
اکبر کے مقربین خانِ خاناں، خانِ اعظم۔ سیّد صدر
جہاں، اور مرتضیٰ خاں وغیرہ کو بلوا کر ان کے ذریعہ سے
بادشاہ کو نصیحت آمیز پیغامات بھیجے۔ یہ سب حضرات
حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے معتقد اور مرید تھے۔ حضرت نے
ان سے فرمایا۔ کہ بادشاہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا باغی
ہے۔ میری طرف سے اس سے کہہ دو کہ اسکی بادشاہی

اسکی طاقت، اور اسکی فوج ہر چیز ایک دن فنا ہو جائیگی اب بھی وقت ہے کہ وہ توبہ کرکے خدا اور رسولؐ کا تابعدار ہو جائے۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کے غضب کا انتظار کرے۔

چنانچہ یہ حضرات بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کو ہر طرح سے سمجھایا۔ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے روحانی قوت سے خوف دلایا۔ مگر اس کے رویئے میں کوئی فرق نہ آیا۔ ـــ اس لیئے کہ وہ اپنے نئے مذہب کی کامیابی کے نشے میں چور تھا۔

بادشاہ کو جوتشیوں اور نجومیوں نے بھی آگاہ کر دیا تھا کہ اب تمہارا زوال شروع ہونے والا ہے۔ بادشاہ نے بھی اس بارے میں وحشت ناک خواب دیکھے تھے غرض یہ کہ بہت کچھ کہنے اور سننے اور خواب دیکھنے کے بعد بادشاہ اس بات پر رضامند ہوا۔ کہ لوگوں کو اختیار ہے کہ خواہ وہ دین اسلام پر رہیں۔ یا بادشاہ کے نئے دین یعنی دینِ الٰہی کو اختیار کریں۔ کسی پر کوئی قسم کا ظلم و جبر نہ کیا جائے گا۔ اور کسی کو سجدہ تعظیمی کرنے کے لئے مجبور نہ کیا جائے گا ۔

اکبر بادشاہ کی موت

بادشاہ نے اس مطلب کے لئے ایک دن مقرر کیا۔ تاکہ لوگوں کو دینِ اسلام اور دینِ باطل (یعنی دینِ الٰہی) میں سے ایک کو اختیار کرنے کے لئے بلایا جائے۔ لہٰذا اس نے ایک وسیع میدان میں دربارِ عام کیا۔ اور اس وسیع میدان میں دو بارگاہیں بنائیں۔

ایک طرف تو زر و جواہرات سے مرصع پارچات کا زرق برق فرش بچھایا گیا۔ اور طرح طرح کے پرتکلف کھانے چنے گئے۔ اس کا نام بارگاہ اکبری رکھا۔

دوسری طرف پھٹے پرانے کپڑے بچھائے گئے۔ جسے کپڑوں نے کھا کر جگہ جگہ سے چھلنی کر رکھا تھا۔ اس کا نام بارگاہِ محمدی ﷺ رکھا۔

اس سے مطلب یہ تھا کہ دینِ محمدی ﷺ بھی ان پھٹے پرانے کپڑوں کی طرح سے پرانا ہو چکا ہے۔ اسی طرح سے دہ

کھانے بھی رد کھے پھیکے رکھے گئے۔
پھر عام اعلان کیا گیا۔ جو شخص چاہے بارگاہِ اکبری میں داخل ہو۔ اور جو شخص چاہے بارگاہِ محمدیؐ میں جائے لہٰذا یہ سنتے ہی بادشاہ کے چمچے بڑے بڑے عہدے دار،، سردار اور امیر وزیر سبھی بارگاہِ اکبری میں داخل ہوئے۔
حضرت مجددالف ثانیؒ کے تمام مرید مثلاً خانِ خاناں خانِ اعظم سید صدر جہاں مرتضیٰ خاں وغیرہ۔ اور بہت سے غریب لوگ جن کے اندر اسلام کا جوش تھا۔ بارگاہِ محمدیؐ کیطرف آئے۔ اتنے میں ایک سیّد مرد جو بادشاہ کا عہدیدار تھا بادشاہ کے خوف سے بارگاہِ اکبری کی طرف روانہ ہوا حضرت مجددالف ثانیؒ کے ایک پٹھان مرید نے جو بارگاہِ محمدیؐ میں بیٹھا تھا۔ اس سے کہا اے سید!
آج تو تو اکبری بارگاہ میں جاتا ہے۔۔۔ لیکن کل قیامت کے دن اپنے جدّ امجد حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دے گا۔ یہ سن کر وہ بہت شرمندہ ہوا۔ اور بارگاہ محمدیؐ میں داخل ہوا۔

حضرت نے اپنے (یعنی بارگاہ محمدی کے) ارد گرد ایک لکیر کھینچی اور ایک مٹھی بھر خاک اٹھا کر بارگاہِ اکبری (یعنی بادشاہ) کی طرف پھینکی۔ اس کے پھینکتے ہی یکایک شمال کی طرف سے ایک آندھی آئی۔ جس نے بارگاہِ اکبری کو تہہ و بالا کر دیا۔ کسی کو کچھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ ان میں سے اکثر منجرا منجرا کر مر گئے۔ اور کتنے ہی زخمی ہوئے۔ بادشاہ کے سر پر بھی خیموں کی میخیں اور بانس لگے۔ جن سے اس کے سر میں سات سخت زخم آئے۔ جن کی چوٹ کی وجہ سے بادشاہ زمین پر گر پڑا۔ آخر کار وہ انہی زخموں کی وجہ سے جانبر نہ ہو سکا۔ اور ایک ہفتہ بعد وہ اس دنیا بے وفا سے چل بسا۔

بارگاہ محمدی کے اندر کے سب آدمی محفوظ رہے کسی کو کوئی تکلیف نہ ہوئی! اس دن آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر ہزارہا آدمی حضرت مجددؒ الف ثانیؒ کے مرید ہوئے۔ جن میں اکبر کے وزیر بھی شامل تھے۔ مثلاً خانِ جہاں لودھی، سکندر لودھی، اور دریا خاں اسی روز مرید ہوئے۔

شاہجہاں پور اور شاہ آباد کا بانی۔
دلیر خاں، اور بہادر خاں بھی حضرت مجدّد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بہادر خاں بعد میں حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے خلیفہ شیخ آدمؒ بنوری کا مرید ہوا۔ اور دلیر خاں حضرت خواجہ معصوم صاحبؒ کا مرید ہوا۔

مجدّدیت: مجدّد۔ شروع کرنے والا۔ الف، ہزار ثانی، دوسرا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہزار سال بعد دوسرے ہزار کے شروع میں حضرت مجدّد الف ثانیؒ کا ظہور ہوا۔ اسلئے آپ کو مجدّد الف ثانی کا لقب ملا۔

مجدّد ایسے آدمی کو کہتے ہیں۔ جو کسی پرانی چیز کو نیا بنا دے۔ جو دین و مذہب کی برائیاں دور کر دے اور ایسے رسم و رواجوں کو مٹا ڈالے جن کا دین و مذہب سے کوئی لگاؤ نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قاعدہ ہیکہ ہزار سال بعد انبیاء کا دین کمزور ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت میں کوئی نبی اولوالعزم

صاحبِ شریعت نیا دین پھیلاتا ہے۔ اور درمیان میں دوسرے انبیاء اس صاحبِ کتاب کی شریعت کے تابع ہوتے ہیں۔

چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ تو ایسے وقت میں پیغمبر تو پیدا ہو نہیں سکتا۔ البتہ کوئی شخص ایسا ہونا چاہیئے تھا۔ جو پیغمبر اولوالعزم کا قائم مقام ہو۔ اور اس دین کو ازسرِنو ترو تازگی بخشے۔

شروع میں جو دین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے آیا تھا۔ اس کی بالکل اصلی شکل میں امت کے سامنے پیش کرنے والے اور اس میں نئی روح پھونکنے والے بندوں کو (جن سے اللہ تعالیٰ یہ کام لے) مجدد دین کہتے ہیں۔ ہزار سال بعد ایک ایسے آدمی کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی۔ جو دنیا جہان کی خرابیوں کو دور کر دے۔ اسکو الف ثانی کہتے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر صدی کے سرے پر مجدد (ایسے بندے) کو بھیجتا رہیگا

جو اس کے لئے اس دین کی تجدید (نیا اور تازہ) کرتے رہیں گے۔ ۱۰۱۰ہجری میں خلعت مجددیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو عطا ہوئی۔ جس کا مطلب ومقصد آپ نے علماء ظاہر کو دلائل ظاہری سے ۔۔۔ اور علماء باطنی کو دلائل باطنیہ سے اس طرح سے سمجھا دیا کہ سب کی تسلی ہو گئی۔
جس طرح سے اگلے زمانہ میں لوگوں کو خواب غفلت سے جگانے کے لیے پے در پے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے اور ان احکام خداوندی کی یاد دلاتے رہے اسی طرح جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ خدمت علماء ظاہر یا باطن کے سپرد ہوئی۔ جو اپنے اس فرض منصبی کو باوجود تکلیفوں اور ایذا رسانیوں کے سرانجام دیتے رہے۔
لہٰذا دسویں صدی گزر جانے کے بعد خاص کر اکبر کے ایسے نازک اور تاریک دور میں (جس کا ذکر پہلے آچکا ہے) حضرت مجدد الف ثانی کا ظہور ہوا۔ آپ نے نئے سرے سے شریعت محمدیؐ کی تجدید

(جین بندی) فرمائی۔ اس لئے آپ مجدّد الف ثانیؒ کے نام سے پکارے گئے۔

منصبِ قیّومیت

۱۰۱۰ہ ہجری میں آپ کو منصبِ قیّومیت عطا ہوا۔ جس کے مفہوم کو دلائل ظاہریہ۔۔۔ و باطنیہ سے ہر ایک کی تسلّی و تشفی کر دی۔

عام طور پر یوں سمجھئے کہ اہل باطن دو عالم مانتے ہیں ۱۔ عالمِ ظاہری اور ۲۔ عالمِ باطنی ــــ اور کہتے ہیں کہ جس طرح سے عالمِ ظاہری میں انتظام کے لئے جُدا جُدا حاکم مقرر ہیں۔ ــــ اسی طرح عالمِ باطن میں بھی ہیں۔ اور جس طرح یہاں ہر ایک کسی بڑی ہستی کے کے تابع ہوتے ہیں۔ اسی طرح عالمِ باطن میں بھی اس کے تابع ہوتے ہیں۔

جیسے علم ظاہر میں سب حاکم بادشاہ کے ماتحت ہوتے ہیں

اور بغیر مرضی بادشاہ کے کچھ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح عالم باطن میں بھی سب قطب وقت کے تابع ہوتے ہیں۔ ـــــ آپ کے وقت میں قطب کے اوپر ایک درجہ قیوم کا ہوا۔ اور بغیر قطب یا قیوم کی مرضی کے کچھ نہیں کر سکتے۔ ـــ جس طرح سے بادشاہ کی مرضی مشیت و تقدیر الٰہی کے تابع ہوتی ہے۔ اسی طرح سے عالم باطن میں قطب یا قیوم کی مرضی بھی مشیت و تقدیر الٰہی کے تابع ہوتی ہے۔ آپ مجددیت کے ساتھ قیومیت سے بھی مشرف ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے مدارج نبوت تک ترقی کرنے کا اتفاق ہوا۔ نبوت و ولایت کے درمیان ایک درجہ قیومیت کا ہے۔ جو مجھے حاصل ہوا۔ آپ قیوم اوّل۔ اور تین آپ کی نسل سے اور ہوئے۔ اس طرح سے یہ چار قیوم ہوئے۔

حضرت مجدّد الف ثانیؒ کا لاہور کا سفر

حضرت مجدّد الف ثانیؒ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے ارشاد کے مطابق لاہور میں تشریف لے گئے آپ کی آمد کی خبر سن کر شہر کے بڑے بڑے علماء و فضلاء تعظیم و استقبال کے لئے حاضر ہوئے، مولانا محمد طاہرؒ۔ مولانا محمد جمالؒ تلوی۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ وغیرہ آپ کو بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ شہر میں لائے۔ آپ کے کمالات کا تمام شہر میں چرچا ہو چکا تھا۔ بڑے بڑے علماء و مشائخ وقت آپ کے فیض سے مالا مال ہوئے۔ اور ہزارہا مخلوقِ خدا آپ کے سلسلہ میں داخل ہو لئے۔

بادشاہ شہزادہ سلیم نورالدین جہانگیر کے (حالات وواقعات)

نورالدین جہانگیر جلال الدین اکبر کا بیٹا تھا۔ اکبر اور جہانگیر دونوں نے بزرگانِ چشت کو دیکھا تھا اور وہ انہی کے معتقد تھے۔ اکبر کے خیالات واثرات جہانگیر کی فطرت میں داخل تھے۔ جو اکثر وبیشتر ظاہر ہوتے رہتے تھے۔ جہانگیر نجومیوں کا معتقد تھا اپنے باپ کی طرح سے وہ بھی لوگوں کو مرید کرتا تھا۔ اس کی تلقین یہ ہوتی تھی کہ کسی مذہب کی دشمنی سے اپنے وقت کو گندہ مت کرو۔ اس کا عقیدہ تھا کہ آگ خدا کا نور ہے۔ دسہرہ دیوالی وغیرہ ہندوؤں کے تہواروں کے وقت باقاعدہ جشن ہوتا تھا۔ ہندو برہمن باقاعدہ اسکی کلائی پر راکھی وغیرہ بھی باندھا کرتے تھے۔ اس میں یہ سیاست تھی کہ ہندو اور مسلمانوں کے

مشترک بادشاہوں کو دونوں قوموں کو مذہبی جذبات کا ساتھ دینا چاہیئے۔

اکبر سال میں صرف تین مہینے گوشت کھاتا تھا۔ جہانگیر اتنا مرتاض تو نہیں تھا۔ البتہ اس نے اپنے باپ کی پیروی میں ہفتہ میں دو روز ذبح کی پابندی ضرور لگا دی تھی۔ اس کے نزدیک شراب نوشی اچھی نہیں تھی مگر جس قدر مفید ہو سکے۔ تو اس کے پینے میں کوئی مضائقہ بھی نہیں تھا۔

ان سب باتوں کے علاوہ ایک سب سے بڑی بات یہ تھی کہ بادشاہ کی محبوبہ بیگم ملکہ نور جہاں جس کے ہاتھ میں بادشاہ نے حکومت کی باگ ڈور دے رکھی تھی وہ پکی شیعہ تھی۔

جہاں گیر نے سلطنت کے سب کام نور جہاں ہی کو سونپ رکھے تھے۔ اور اکثر نشہ کی حالت میں یہاں تک کہہ دیتا تھا کہ میں نے اپنی سلطنت نور جہاں کو بخش دی ہے۔ مجھے شراب اور کباب کے سوا اور کچھ نہیں چاہیئے۔ جہاں گیر کا وزیر آصف جاں

بھی شیعہ تھا۔ اس لئے وہ جو چاہتی تھی۔ آسانی سے بادشاہ سے منوا لیتی تھی۔ نور جہاں کی ان من مانی اور دل چاہی کاروائیوں سے لوگ تنگ آ گئے۔

شاہی دربار کی تعظیم یہ تھی کہ لوگ بادشاہ کو سجدہ کریں۔ سجدۂ تعظیمی کا فتویٰ بھی بزورِ حکومت حاصل کر لیا گیا تھا۔ جب لوگ ان باتوں سے نہایت تنگ آ گئے تو بہت گھبرائے ــــ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان واقعات کو بیان کیا۔ اور اس فتنے کے دفعیہ کے لئے درخواست کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ جب تک ہم اپنے نفس پر تکلیف گوارا نہ کریں گے۔ تب تک مخلوق خدا اس فتنے سے خلاصی نہ پائیگی ۔

حضرت شیخ بدیع الدین کو لشکر شاہی میں تبلیغ کیلئے بھیجنا

آپ نے اپنے خلیفہ شیخ بدیع الدین سہارنپوری کو خلافت عطا فرما کر دینِ حق کی تبلیغ کے لئے شاہی لشکر آگرہ میں بھیج دیا۔ اور رخصت کے وقت شیخ بدیع الدین کو فرمایا کہ تمہیں شاہی لشکر میں بڑی مقبولیت اور کامیابی نصیب ہو گی۔ اور اگر کسی وجہ سے تم کو تکلیف بھی پہونچے تو تم ثابت قدم رہنا اور ہماری اجازت کے بغیر وہاں سے نہیں آنا۔ اور اگر ثابت قدم نہ رہو گے۔ اور ہماری اجازت کے بغیر وہاں سے آؤ گے۔ تو خود بھی تکلیف اٹھاؤ گے۔ اور ہمیں بھی تکلیف پہونچے گی۔
لہٰذا شیخ بدیع الدین کو لشکر شاہی میں پہونچکر بڑی مقبولیت نصیب ہوئی۔ لشکر کے ہزارہا آدمی

آپ کے مرید ہو گئے۔ حتیٰ کہ ارکانِ سلطنت بھی آپ کے مرید ہو گئے۔ ہر روز اس قدر ہجوم ہوتا کہ بڑے بڑے امراء کو بھی بڑی مشکل سے شیخ کی زیارت نصیب ہوتی اس دوران میں آپ سے بہت کشف و کرامت بھی ظاہر ہوئیں۔

آخر ان احوال کی اطلاع آصف جاں وزیر اعظم کو ہو گئی تو بہت برہم ہوا۔ بہت بگڑا۔ اور موقعہ پا کر بادشاہ جہانگیر کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلاف بھڑکایا۔ طرح طرح کے الزامات لگائے۔ اور کہا کہ جہاں پناہ! سرہند کے ایک مشائخ زادے نے جو علوم عربیہ میں نہایت ماہر ہے۔ اور مختلف درویشوں سے خلافت بھی پائی ہے اس نے مجددیت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اس نے اپنے سیکڑوں خلفا دور دراز ملکوں میں بھیج دیئے ہیں۔ لاکھوں آدمی اس کے اور اس کے خلفاء کے مرید ہو چکے ہیں۔ ایران، توران، بدخشاں، اور کابل کے بادشاہ اس کے مرید ہو چکے ہیں۔ اب ہندوستان کی سلطنت پر قبضہ کرنیکی تاک

میں ہیں۔ ہمارے لشکر میں بھی اس کا ایک خلیفہ موجود ہے۔ اکثر سلطنت کے امیر وزیر بھی اس کے مرید ہوگئے ہیں۔ مثلاً

عبدالرحیم خانِ خاناں، خان اعظم، سید صدر جہاں خانِ جہاں، مہابت خاں، تربیت خاں، سکندر خاں، دریا خاں، مرتضیٰ خاں، وغیرہ یہ سب انکے حلقہ بگوش ہوگئے ہیں۔ خطرہ ہے کہ غفلت و کوتاہی برتنے میں کوئی مشکل پیش آئے۔ لہٰذا اگر جناب نے اس وقت اس کام کی روک تھام نہ کی تو پھر بعد میں اس سیلاب کو روکنا مشکل ہو جائے گا۔ اسلئے ابھی سے اس کا بندوبست کرنا چاہیئے۔
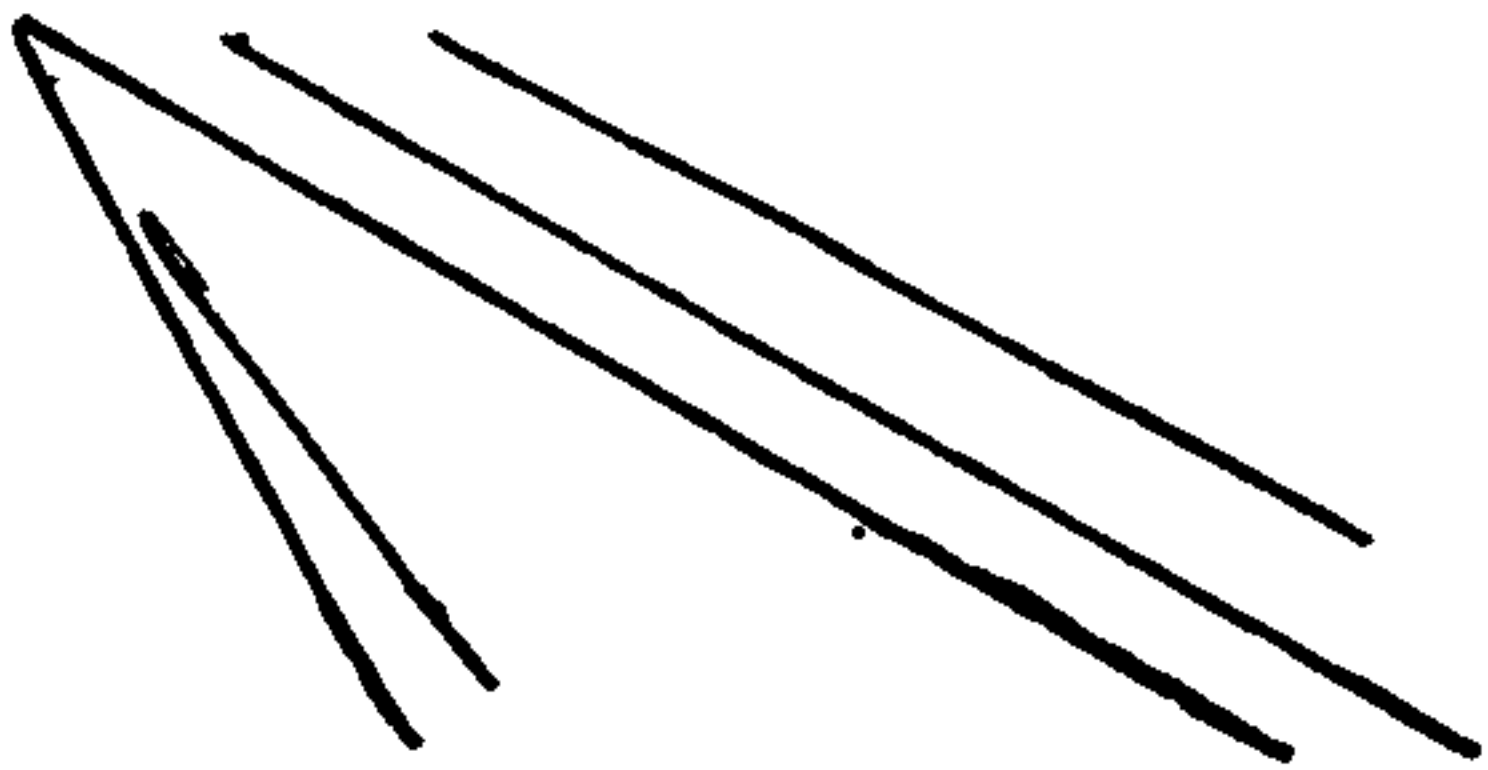
وزیر کا مشورہ

سب سے پہلے خلیفہ شیخ بدیع الدینؒ کے پاس جانے سے لوگوں کو بند کیا جائے۔ اس کے بعد ان کے شیخ حضرت مجدد الف ثانیؒ سرہندی کو گرفتار کیا جائے۔ اگر وہ حکم عدولی کریں تو ان کو قید میں ڈالا جائے۔

بادشاہ کی گھبراہٹ

بادشاہ نے جب یہ باتیں سنیں تو بہت گھبرایا۔ اور یہ حکم دیا کہ شیخ بدیع الدین سے کوئی واسطہ نہ رکھے اس بات کے لئے بادشاہ نے جاسوس مقرر کر دیئے۔ کہ وہ حضرت کے خلفائے کے بارے میں دن رات دربار میں خبریں پہونچاتے رہیں۔

شیخ کے متعلق یہ مشہور کر دیا کہ یہ جادوگر ہیں۔ اسکے علاوہ لوگوں میں بدظنی پھیلانے کے لئے یہ مشہور کر دیا کہ حضرت مجدّد الف ثانیؒ اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے برابر سمجھتے ہیں۔
لہٰذا شیخ بدیع الدّین کے پاس لوگوں کے آنے جانے کی پابندی لگا دی گئی ان حالات کے باوجود بھی لوگ شیخ بدیع الدّین کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ لیکن جس کے حاضر ہونیکی بادشاہ کو اطلاع ہو جاتی۔ تو اس کو سزا دی جاتی۔
اس وجہ سے شیخ بھی لوگوں کو منع کرتے کہ تم میرے پاس نہ آؤ۔ شیخ صاحبؒ ان سب حالات اور واقعات کی اطلاع حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں برابر ارسال کرتے رہے۔
حضرت بھی ان کو تسلّی اور اطمینان دلاتے رہے

حضرت مجدّد الف ثانی کے خلاف مشورے

اس دوران میں آصف جمال وزیر بادشاہ کو بھڑکاتا رہا۔ آخر کار دربارِ شاہی میں حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے قتل یا جلاوطنی یا قید کے مشورے ہونے لگے۔ روزانہ نئی سے نئی افواہیں پھیلائی جاتیں۔ جب ان افواہوں کی اطلاع شیخ بدیع الدینؒ کو ہوئی۔ تو وہ گھبرا کر اکبر آباد سے سرہند کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی خدمت میں سرہند حاضر ہو گئے۔

جب شیخ صاحبؒ کے آنے کی اطلاع حضرت مجدّد الف ثانیؒ کو ہوئی۔ تو آپ شیخ صاحب پر بہت ناراض ہوئے۔ کہ میں نے تم کو ہر چند آنے سے منع کیا تھا۔ کہ وہاں سے میری اجازت کے بغیر نہ آنا۔ پھر تم کیوں چلے آئے — لہٰذا اب تم شاہی لشکر میں خلیفہ

بنا کر بھیجنے کے قابل نہیں ہو۔ اب تم آگرہ واپس ہرگز نہ جانا۔

شیخ صاحبؒ نے خیال کیا کہ حضرت نے یہ غصہ کی وجہ سے واپس جانے سے منع فرمایا ہے۔ اصل مقصد نہیں ہے۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ جلد واپس چلا جاؤں۔ چنانچہ اس غلط فہمی میں شیخ صاحبؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اجازت کے بغیر ہی آگرہ واپس شاہی لشکر میں پہونچ گئے۔

اب مخالفین کو اور موقعہ ملا

بادشاہ کو شیخ صاحب کے سرہند جانے۔ اور پھر واپس آنے کی اطلاع کے ساتھ یہ بھی پڑھائی کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ شیخ صاحبؒ کے ذریعہ سے فوج سے سانز باز کر رہے ہیں۔ اور اب وہ سرہند جاکر کوئی خصوصی پروگرام شاہی لشکر کیلئے لیکر آئے ہیں۔ اب بغاوت کا سخت اندیشہ ہے۔ اس لئے جلد کوئی کاروائی کرنی چاہیئے۔ لہذا سوچ وچار کے بعد یہ طے پایا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے

خصوصی مریدین کو جو بڑے بڑے عہدوں پر تھے ان کو دور دراز ملکوں میں بھیج دیا جائے۔ تاکہ یہ فتنہ ہی کھڑا نہ ہونے پائے۔ چنانچہ عبد الرّحیم خان خاناں کو نظام حیدر آباد دکن۔ خانِ جہاں لودھی کو مالوہ خانِ اعظم کو گجرات۔ مہابت خاں کو کابل کی صوبیداری پر بھیج دیا۔ اور اسی طرح باقی حکام کو بھی جو حضرت کے خاص معتقد تھے۔ دور دراز صوبوں کا حاکم بنا کر بھیجدیا گیا۔

حضرتِ مجدد الف ثانیؒ کی دربارِ جہانگیری میں طلبی

جہانگیر کو حکّام کے اپنی اپنی جگہ پہونچ جانے کی اطلاع مل گئی۔ اور اس کو ہر طرح سے اطمینان ہو گیا کہ حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے خلاف اب کوئی کارروائی کی جائے تو کسی قسم کا کوئی اندیشہ نہیں۔ اس لئے بادشاہ نے ایک فرمان حضرت مجدّد الف ثانیؒ

کے نام جاری کیا ۔ جس میں لکھا تھا کہ ہم آپ کی زیارت کرنے کے مشتاق ہیں ۔ لہٰذا آپ اپنے سب خلفاء سمیت تشریف لے آئیں ۔ اور دوسری طرف ایک فرمان حاکم سرہند کے نام لکھا کہ جس طرح ہو سکے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو ہمارے پاس بھیجدو ۔

جب یہ حکم نامہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پاس پہونچا تو آپ نے اپنے ۔۔۔ صاحبزادگان خواجہ محمد سعیدؒ اور خواجہ معصومؒ کو پوشیدہ طور پر پہاڑی علاقہ کیطرف بھیج دیا ۔ اور اپنے اہل و عیال کو تسلی و دلاسا دے کر خود پانچ مریدوں کو ساتھ لے کر روانہ ہو گئے ۔ رخصت کے وقت اہل وعیال اور آپ کے معتقدین نے گھبراہٹ اور بے چینی ظاہر کی ۔ حضرت نے سب کو تسلی دی ۔ اور صبر و تحمل سے کام لینے کی نصیحت کی ۔ اور فرمایا کہ یہ تکلیف صرف ایک سال کے لئے ہے ۔ اور پھر اس کے بعد آرام ہی آرام

بادشاہ نے جب آپ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو اُمراء کو آپ کے استقبال کے لیئے بھیج دیا۔ اور نہایت آرام کے ساتھ شاہی مہمان کی حیثیت سے آپ کا خیر مقدم کیا۔ اپنے محل کے قریب آپ کا خیمہ نصب کرایا۔ اور آپ کے ساتھیوں کے لیئے بھی خیمے نصب کرائے۔
آخر بادشاہ نے آپ کو ملاقات کے لیئے دربار میں طلب کیا۔ آپ دربار میں تشریف لے گئے۔ تو آداب شاہی جو خلاف شرع تھے آپ نے ادا نہ کیئے۔ بادشاہ کی جونہی نظر آپ پر پڑی تو وہ اسقدر متاثر ہوا۔ آداب شاہی نہ بجا لانے پر اس نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ یہ حال دیکھ کر وزیر حیران رہ گیا۔ اور بادشاہ سے کہا کہ حضور یہ وہ شخص ہے۔ جو اپنے آپ کو تمام انبیاء سے افضل بتاتا ہے۔
حضرت نے اس کے معقول جواب دے کر بادشاہ کی ایسی تسلی کی کہ وہ بول نہ سکا۔ اور

اس کا غصہ دور ہو گیا۔ بادشاہ نے کہا کہ واقعی ہمارا خیال بھی ایسا ہی تھا۔ کہ آپ جیسے بزرگ صالح اور متقی سے اہل حق کی مخالفت کیوں ظاہر ہو گی۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا بادشاہ کو سجدہ کرنے سے انکار

جب وزیر نے دیکھا کہ میرا یہ داؤ بھی نہ چل سکا۔ تو اس نے بادشاہ سے کہا۔ جہاں پناہ! شیخ مجدد الف ثانیؒ نے آداب السلطنت کی کوئی رعایت نہیں کی۔ اس پر بادشاہ نے آپ سے وجہ دریافت کی۔

آپ نے فرمایا کہ میں نے آج تک خدا اور رسول کے بتائے ہوئے آداب و احکام کی پابندی کی ہے۔ اس کے علاوہ مجھ کو کوئی آداب نہیں آتے بادشاہ نے ناراض ہو کر کہا مجھے سجدہ

کہا و ــــــ آپ نے فرمایا کہ
میں نے سوائے خدا کے نہ کسی کو سجدہ کیا ہے اور نہ کروں گا۔
بادشاہ نے غصہ میں بگڑ کر کہا، نہیں تم کو سجدہ کرنا پڑے گا۔
حضرتؒ نے بڑی دلیری سے کہا۔ تم مجھ سے ہرگز سجدہ نہیں کرا سکتے۔
جب بادشاہ کو یہ اندازہ ہو گیا کہ آپ کسی طرح سجدہ نہیں کریں گے۔ تو کہا اچھا آپ کے لئے سجدہ صرف اتنا ہے کہ سر کو ذرا خم کر دیں۔ سجدہ اور باقی آداب آپ کو معاف کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ مجھے آپ سے شرم آتی ہے۔ اور یہ کہ میری زبان سے ایک بات نکل گئی ہے۔ اس کو ضرور پورا ہونا چاہیے......
حضرت نے فرمایا کہ میں اس بات کے لئے ذرا بھی سر نہ جھکاؤں گا۔
بادشاہ نے اپنے مقربین سے کہا کہ شیخ محمد دالف

صاحبؒ کے سر کو پکڑ کر ذرا جھکا دو۔ اور پھر انکو تحفے اور انعام دے کر رخصت کر دو۔۔۔ کیوں کہ مجھے ان سے بہت شرم آتی ہے۔

چنانچہ چند طاقتوروں نے مل کر آپ کے سر مبارک کو جھکانا چاہا اور بہت زور لگایا۔ کہ کسی طرح ذرا خم کر دیں۔ لیکن وہ اپنی ساری کوشش کے باوجود ناکام رہے۔ اور آپ کی پیشانی کو ذرا بھی جھکا نہ سکے۔ یہاں تک کہ زور لگانے کی وجہ سے حضرتؒ کی ناک مبارک سے خون جاری ہو گیا۔

اس کے بعد بادشاہ نے کہا کہ اچھا شیخ صاحبؒ کو اس چھوٹے دروازے سے جو آدمی کے قد سے بھی چھوٹا تھا۔ لیکر آؤ۔ کیونکہ اس سے گزرتے وقت تو سر کو جھکانا ہی پڑے گا۔ لیکن حضرت نے اس دروازے سے گزرنے کے لئے پہلے اپنا قدم نکالا۔ اور پھر سر کو پچھلی طرف جھکا کر داخل ہوئے۔ وزیر نے یہ حالت دیکھ کر بادشاہ

کو اور بھڑکایا۔ کہ شیخ صاحبؒ جب آپ کے سامنے اس قدر تکبر کرتے ہیں۔ تو باہر نکل کر نہ جانے کس قدر شور برپا کریں گے۔ ایسا موقعہ پھر ہاتھ نہ آئے گا۔

لہٰذا شیخ صاحب کو ابھی قید کر لیا جائے۔ ورنہ پھر بعد میں بڑی پریشانی ہوگی۔ اور اس وقت پچھتانا کچھ مفید نہ ہوگا۔

قلعہ گوالیار میں آپ کی نظربندی

آخر بادشاہ وزیر کے بار بار اصرار کرنے پر حضرت کو قید کرنے پر رضامند ہو گیا۔ اور آپ کو گولیار* کے قلعہ میں نظربند کرنے کا حکم دیدیا۔

جب آپ قلعہ گولیار میں پہونچے تو حاکم قلعہ شاہی حکم کے مطابق نہایت سختی سے پیش آیا۔ یہ دیکھ کر

* گولیار یو پی کا ایک ضلع ہے جو آگرہ جھانسی کے درمیان واقع ہے

پ کے دوستوں میں سے ایک صاحب نے قلعہ کے
رہ داروں سے کہا کہ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ
وشاہ نے ہمیں یہاں قید میں رکھا ہے؟
رز نہیں۔ بلکہ یاد رکھو کہ ہم یہاں حکم الٰہی سے ...
ئے ہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم
سے تمہاری آنکھوں میں خاک ڈال کر ایک دم میں
ہر جا سکتے ہیں۔ بس اتنا کہکر اچھلے اور قلعہ کی
یوار پر جا بیٹھے۔
ضرت مجدّد الف ثانیؒ نے جب یہ حالت دیکھی تو
جھڑک کر فرمایا۔ کہ کیا مجھ میں اظہارِ کرامت کی طاقت
نہیں ہے۔ جو تم کر رہے ہو۔ حقیقت تو یہ ہیکہ
ہم اس جفا کو برداشت کرنے کیلئے مامور ہیں۔
جب قلعہ کے پہرہ داروں نے یہ طاقت دیکھی تو
ہت نادم اور پشیمان ہوئے۔ اور حضرت مجدّد الف
نیؒ کی خدمت میں پہونچ کر اپنے قصور کی معافی
نگی۔ اور عرض کیا کہ ہمیں اس کا علم نہیں تھا۔
س کے بعد وہ سب آپکے مرید ہو گئے۔

قلعہ گوالیار کے غیر مسلم قیدی مسلمان ہو گئے اور سب آپ کے مرید ہو گئے

جب حضرت مجدد الف ثانیؒ قلعہ گولیار میں پہونچے تو وہاں کئی ہزار غیر مسلم قیدی بھی گولیار کی جیل میں قید تھے ۔ آپ نے ان سب کو راہ ہدایت پر دیا ۔ اب قید خانہ میں کوئی بھی ایسا نہ رہا جو آپ کے فیض روحانی سے محروم ہو ۔ آپ نے سب کو درجہ ولایت پر پہونچا دیا ۔

غرض آپ کے قدموں کے برکت سے وہی قید خانہ جنت کا نمونہ بن گیا ۔ اب سب کے سب وہاں ساری ساری رات اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزارتے اور سجدہ میں پڑے رہتے ۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ نے وہاں شمع روشن کر دی اور ایک ایسی جگہ کو اسلام کی نعمت بخشی ۔ جہا

شاید کبھی بھی کوئی اسلام نہ پھیلا سکتا ۔ وہاں بر اللہ تعالیٰ کو آپ کی برکت سے ہی اسلام کا بول بالا کرنا منظور تھا ۔

جہانگیر کے خلاف اُمراء کی بغاوت

جب ہندوستان کے امراء اور اراکین سلطنت کو مثلاً عبدالرحیم خانِ خاناں ، خانِ اعظم ، سیّد صدر جہاں ، اسلام خاں ۔ مہابت خاں ، خانِ جہاں لودھی ، مرتضیٰ خاں ، قاسم خاں ، تربیت خاں حیات خاں ، سکندر لودھی ، اور دریاں خاں وغیرہ جو حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے مرید اور معتقد تھے آپ کی نظر بندی کی خبر سنی تو آگ بگولہ ہو گئے ۔ اور جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے ۔ آخر طے پاکہ کابل کے حاکم مہابت خاں کو اپنا سردار مقرر کیا جائے ۔ اور خفیہ طور پر اپنی فوجیں کابل بھیج دی جائیں ۔ کابل اور پشاور کے پٹھانوں کو

جب یہ خبر لگی تو وہ مہابت خاں کے جھنڈے کے نیچے آ کر جمع ہو گئے۔
چنانچہ مہابت خاں نے جب ہر طرح سے انتظامات مکمل کر لئے تو خطبہ سے اور سکّے سے بادشاہ کا نام نکال دیا۔ اور کابل سے ہندوستان کی طرف چلا جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی تو بہت پریشان ہوا اور اسکے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ مہابت خاں کا مقابلہ کیا جائے۔
چنانچہ بادشاہ خود ایک جرّار لشکر لیکر نکلا۔ ہندوستان کے سب امراء جہاں گیر کے خلاف ہو چکے تھے۔ لہٰذا ان سب نے مہابت خاں کا ساتھ دیا۔ — آخر دریائے جہلم پر جہانگیر اور مہابت خاں کا مقابلہ ہوا۔ بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی جہانگیر کی فوج کے قدم اکھڑ گئے۔ اور مہابت خاں کو فتح حاصل ہوئی۔ مہابت خاں نے جنگی چال سے بادشاہ کو گھیرے میں لیکر گرفتار کر لیا۔
وزیر بدتدبیر کو جب بادشاہ کی گرفتاری کا علم ہوا تو

بہت گھبرایا۔ لیکن ایک پیش نہ گئی۔ آخر جا کر مہابت
خان سے معافی مانگی۔
مہابت خاں وزیر سٹریر پر سخت ناراض ہوا۔ اور کہا
کہ یہ ساری شرارت اور بدبختی تیری ہے۔ کہ تو نے
ہی ہمارے حضرت کو قید کرایا اور اب معافی مانگتا
ہے۔ اس نے توبہ کی اور معافی مانگی۔ بادشاہ نے
بھی معافی مانگی۔ اور کہا کہ میں نے حضرت مجدد الف
ثانی کی قدر نہ کی۔ جہالت کے سبب مجھ سے یہ گستاخی
ہوئی۔ اب میں اپنے کئے پر سخت نادم و پشیماں ہوں
بادشاہ سات دن تک مہابت خاں کے
پاس نظر بند رہا۔ اس دوران میں بعض امراء نے
حضرت کو تخت پر بٹھانا چاہا۔
لیکن حضرت نے تخت پر بیٹھنا تو درکنار۔ قید سے
نکلنا بھی پسند نہ کیا۔ بلکہ اسی اثناء میں حضرت نے
پیغام بھیجا کہ مجھے سلطنت کی ہوس نہیں۔ اور مجھے یہ
فتنہ و فساد ہرگز پسند نہیں۔ میں نے جو قید کی
مصیبت اٹھائی ہے وہ کسی اور مقصد کے لئے ہے

جب وہ مقصد پورا ہو جائے گا۔ تو رہائی خود بخود مل جائے گی۔ یہ جنگ باعث رکاوٹ ہے۔ لہٰذا اسے فوراً بند کر دیا جائے۔ اور بادشاہ کی اطاعت کی جائے۔

مہابت خاں کی نظربندی سے بادشاہ کی رہائی

جب مہابت خاں نے جہانگیر کو حضرتؒ کا پیغام سنایا تو وہ سخت حیران ہوا۔ اور آپ کی عظمت وہیبت سے گھبرا گیا۔

چنانچہ مہابت خاں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی رہائی کا عہد و پیمان لیکر بادشاہ کو پھر تخت پر بیٹھایا۔ اور خود دست بستہ سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور سوائے سجدہ کے تمام آداب شاہی بجا لایا۔ اور اپنے قصوروں کی معافی مانگی۔ بادشاہ نے بھی اس کے قصور کی معافی دیدی اور اسے شاہانہ مہربانیوں سے

سرفراز فرمایا ۔

حضرت کا قلعہ گوالیار کی قید سے رہا ہونا

اس کے بعد بادشاہ نے مجدد الف ثانیؒ کی رہائی کا حکم دیا ۔ اور آپ کی ملاقات کا اشتیاق ظاہر کر کے تشریف لانیکی اجازت دی ۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے چند شرطیں حاضر ہونے کے لئے پیش کیں ۔ جن کو بادشاہ نے خوشی سے منظور فرمایا ۔ اس کے بعد حضرت مجدد صاحبؒ بڑی عزت و احترام کے ساتھ رہا کیے گئے ۔

تین دن سرہند اپنے گھر قیام فرما کر آپ شاہی لشکر کے ساتھ آگرہ تشریف لے گئے ۔ ولی عہد شہزادہ شاہجہاں اور وزیر اعظم نے آپ کا استقبال کیا ۔ اور آپ کو شاہی مہمان خانہ میں نہایت ادب و احترام کے ساتھ ٹھہرایا گیا ۔

بادشاہ نے آپ کی پیش کردہ سب شرطوں کو پورا کیا

۱:۔ سجدہ تعظیمی بالکل بند کیا جائے

۲:۔ گاؤکشی عام کی جائے۔ بادشاہ اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کرے۔

۳:۔ ملک بھر میں جتنی بھی مسجدیں شہید کرائی گئی ہیں انھیں دوبارہ تعمیر کیا جائے۔

۴:۔ دربار عام کے دروازہ پر ایک مسجد بنوائی جائے۔

۵:۔ مقدمات میں شرعی احکام کی پیروی کی جائے اور مفتی و قاضی مقرر کئے جائیں

۶:۔ غیر مسلموں سے جزیہ وصول کیا جائے۔

۷:۔ باطل اور بری رسموں کو ختم کیا جائے۔

۸:۔ تمام قیدی رہا کئے جائیں۔

۹:۔ ہر شہر و قصبہ میں دینی تعلیم کے لئے مکتب اور مدرسے قائم کئے جائیں۔

غرض اسطرح سے اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام میں

نئے سرے سے رونق اور تازگی بخشی۔ مسلمانوں کے دلوں کو بے حد خوشی ہوئی۔ نور اسلام سے ہر گھر میں اُجالا ہو گیا۔ شہروں اور سب گاؤں میں جگہ جگہ مسجدیں اور مدرسے بنوائے گئے۔ ہر روز ہزارہا آدمی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے حلقہ میں حاضر ہونے لگے۔

بادشاہ گذشتہ گستاخیوں کی بابت بہت شرمندہ تھا۔ ہر روز اپنے خاتمہ بالخیر اور مغفرت کیلئے حضرت مجدد الف ثانیؒ سے التجا کرتا۔

حضرتؒ فرماتے کہ خاطر جمع رکھو۔ میں اس وقت تک بہشت میں داخل نہ ہوں گا۔ جب تک تمہیں اپنے ساتھ نہ لے لوں گا۔

شاہجہاں کی اپنے باپ جہانگیر سے جنگ

شہزادہ خرم شہاب الدین شاہجہاں بن نورالدین جہانگیر بہت نیک طبیعت اور فرشتہ خصلت آدمی تھا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا بہت معتقد اور مرید تھا۔ آصف الدولہ نورجہاں کے بھائی کا داماد تھا جس کی لڑکی ارجمند بانو بیگم بادشاہ شاہجہاں سے منسوب تھی۔ جس کا لقب ممتاز محل تھا۔ (جس کی یادگار تاج محل آگرہ ہے) حضرت مجدد صاحبؒ کے قید کے زمانے میں حضرت کے لئے کئی بار لڑا جھگڑا بھی تھا۔ اور حضرت کی رہائی کے لئے سفارش بھی کی تھی۔ —— اسی اثناء میں شاہزادہ کو خفیہ طور سے معلوم ہوا کہ اس کو ولی عہدی سے محروم کر کے شہریار[1] کو ولی عہد بنانیکی سازش ہو رہی ہے۔ تو

[1] شہریار سے شیرافگن کی لڑکی منسوب تھی جو نورجہاں کے بطن سے تھی شاہجہاں کی قابلیت کے مقابلے میں شہریار ایک طفل مکتب تھا۔ مگر داماد کی محبت میں اسنے سلطنت کی کامیابی اور خاندانی
باقی صفحہ

مجبور ہو کر اس نے اپنے باپ کے ساتھ اعلان جنگ کر دیا
شہزادہ شاہجہاں کے ساتھ فوج بہت زیادہ تھی
بڑے زوروں پر باپ بیٹے کا مقابلہ ہوا۔ جہانگیر
پریشان ہو کر حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ اور آپ سے فتح و نصرت کے لئے دعا کی
درخواست کی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا
کہ جب تک میں زندہ ہوں ہندوستان کے تخت
پر تمہارا ہی قبضہ رہے گا۔
چنانچہ آپ کی دعا کی برکت سے شاہجہاں کو شکست
اور جہانگیر کو فتح حاصل ہوئی۔

(بقیہ صفحہ ۱۱۶ کا۔)
مصلحت کا بھی کچھ خیال دکیا اور پورے ملک میں ایک
فتنہ برپا کر دیا۔ نور جہاں کا بھائی اعتماد دولہ شاہجہاں
کا حامی اور نور جہاں کے مقابلہ پر تھا۔

شاہجہاں کی حضرت کی خدمت میں حاضری

شکست کے بعد شاہجہاں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ کہ میں تو شروع ہی سے آپ کا غلام رہا ہوں۔ اور ہمیشہ بادشاہ سے آپ کے لیے لڑتا بھڑتا رہا ہوں اب آپ میری مدد فرمائیں۔

حضرت نے فرمایا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر لیا ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں ہندوستان پر تیرے باپ کی حکومت رہے گی۔ میرے بعد عنقریب تم ہی تخت پر بیٹھو گے۔ اور تمہارا لقب شاہجہاں ہو گا اور ایک عرصہ تک تمہاری ہی نسل میں سلطنت رہے گی۔ ... یہ سن کر شہزادہ بہت خوش ہوا۔ اور بطور تبرک حضرت کی ایک دستار لے گیا۔ جو عرصہ تک شاہانِ مغلیہ کے خزانے میں رہی۔

بادشاہ کی حضرت سے عقیدت و محبت

بادشاہ جہانگیر کو اب حضرت مجدد الف ثانیؒ سے اتنی محبت ہو گئی تھی کہ وہ حضرت کے بغیر ایک پل کے لئے بھی جدا ہونا پسند نہ کرتا تھا۔ سفر کو آتے جاتے بھی حضرتؒ کو اپنے ساتھ رکھتا۔
چنانچہ حضرتؒ بھی کئی جگہ بادشاہ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ اس طرح ساتھ رہنے کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ جو لوگ اپنی مجبوریوں کیوجہ سے حضرت کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے تھے ان کو حضرت سے فیض حاصل کرنے کا موقعہ مل گیا۔ اور جن جگہوں میں دینی مدارس نہ تھے وہاں حضرت کے حکم سے مدارس قائم کئے گئے۔ اور جو مسجدیں شہید ہو گئیں تھیں وہ ازسرِ نو تعمیر کی گئیں۔ اس طرح سے دین کا چرچا عام ہو گیا۔ اور لوگوں کی دینی و اخلاقی اصلاح بھی ہو گئی۔

بادشاہ کی حضرت کے یہاں دعوت

حضرت مجدد الف ثانیؒ جب لاہور پہونچے تو اس شہر کی قطبیت شیخ طاہرؒ لاہوری کو عنایت فرمائی۔ اور پھر لاہور سے سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سرہند پہونچے تو حضرت نے بادشاہ کی ضیافت فرمائی۔ کھانا کھانے کے بعد بادشاہ نے حضرت سے عرض کی کہ ایسا لذید کھانا میں نے زندگی میں کبھی نہیں کھایا۔ آپ اپنے باورچیوں سے فرمائیں کہ وہ ہمارے باورچیوں کو کھانا پکانا سکھائیں۔

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے باورچیوں سے ایسا کھانا نہیں پک سکے گا۔ چنانچہ جتنے دن بادشاہ سرہند میں رہا حضرت کے خانقاہ سے اس کے لئے کھانا جاتا رہا۔ ایک دن حضرتؒ نے بادشاہ سے کہا کہ مجھے اب سرہند ہی رہنے دو۔ لیکن بادشاہ نے

آپ کی جدائی گوارہ نہ کی۔ اور آپ کی خاطر کچھ عرصہ سرہند میں اور قیام کیا۔ اس کے بعد بادشاہ دہلی روانہ ہوا اور حضرت کو بھی اپنے ہمراہ لیا۔

بادشاہ کی بیماری

ایک دفعہ بادشاہ جہانگیر بیمار ہوگیا۔ تو حضرت مجدد الف ثانیؒ بادشاہ کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔ تو اس وقت بادشاہ بستر پر پڑا تھا۔ اس میں اُٹھ کر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ تھی۔
حضرت مجدد الف ثانیؒ جب بادشاہ کے بستر کے قریب تشریف لے گئے۔ تو بادشاہ نے اپنی صحت وشفا کے لئے حضرت سے دعا کی درخواست کی۔
حضرت نے وضو کے لئے پانی منگوایا۔ تاکہ نماز ادا کرکے بادشاہ کی شفا کے لئے دعا کریں۔ خادموں نے وضو کے لئے سونے کا لوٹا چاندی کے تھال میں

رکھ کر پیش کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال کرنا حرام ہے۔

بادشاہ نے پوچھا حرام کسے کہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا حرام وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہو۔

افسوس کہ بادشاہِ وقت کو دینِ اسلام سے یہ مناسبت۔ کہ اتنا نہیں سمجھتے کہ حرام حلال کسے کہتے ہیں

بادشاہ بیگم ملکہ نورجہاں

جو پردہ کے پیچھے بیٹھی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ کمال درجہ کی عقلمند تھی اُس نے بلوری لوٹا اور تھال وضو کے لئے بھیجا۔ آپ نے وضو کر کے نماز ادا کی اور نماز سے فارغ ہو کر بادشاہ کی صحت یابی کی دعا کرنے کے لئے تیار ہوئے۔ تو بادشاہ کو فرمایا۔ کہ میں دعا کرتا ہوں اور تم روؤ۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے بادشاہ نے کہا۔ مجھے رونا تو نہیں آتا مگر اپنے سر کو ننگا کر لیتا ہوں ــــ آپ کا دعا کرنا تھا کہ بادشاہ کی

بیماری جاتی رہی۔ اٹھ کر حضرت کی خدمت میں ہو بیٹھا۔ اور توبہ کی۔ حضرت نے اسے اپنا مرید بنالیا۔

واقعات

ایک دن بادشاہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے در دولت سے اٹھ کر لشکر سمیت واپس آرہا تھا۔ راستے میں لوگوں کے مکانوں کو دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ گھر کیسے بے جا بنے ہوئے ہیں۔ ان سے تو ہمارے شیخ صاحب کی سواری کو آنے جانے میں دقت ہوتی ہوگی۔ اس لئے ان مکانوں کو فوراً گرادو۔

چنانچہ وہ مکان اسی وقت گرادئے گئے۔

جب حضرتؒ کو اس بے جا کام کا پتہ لگا تو بادشاہ کو بہت جھڑکا۔ اور کہا کہ ہم درویش وغریب آدمی ہیں۔ ہمیں آمد ورفت میں کوئی دقت نہیں۔ یہ دقت اور تکلیف تو بادشاہوں کو ہوا کرتی ہے۔

بادشاہ نے حضرت کی خاطر مکانات کے مالکوں کو بہت سا روپیہ دیا۔ تاکہ وہ کہیں اور جگہ مکان بنا لیں۔

اسی طرح کا ایک دوسرا **واقعہ** ہے کہ بادشاہ کی طبیعت بھی عجیب قسم کی تھی۔ چونکہ سودائی مزاج تھا۔ اس لئے اس سے کام بھی سودائیوں جیسے ظہور میں آتے تھے۔

چنانچہ انھیں دنوں سرہند میں آدھی رات کے وقت حضرت مجدد الف ثانیؒ بادشاہی مجلس سے اٹھکر اپنے دولت خانہ کی طرف چلے جا رہے تھے۔ اتنے میں حضرت نے اثناءِ راہ میں دیکھا کہ شہر ہند کے دو رئیسوں کو ننگے سر بپشت ہاتھ باندھے لے جا رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ انھیں ایسی بے عزتی سے کہاں لئے جا رہے ہو۔؟

انہوں نے کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ انھیں سخت بے عزتی سے قتل کر دو۔ اب ہم انھیں قتل کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں۔

حضرت نے انہیں وہیں ٹھہرایا اور خود بادشاہ کی طرف واپس لوٹ گئے۔ بادشاہ بستر پر لیٹا پڑا تھا۔ حضرت نے جا کر خواب کا پردہ ہلایا۔
بادشاہ نے پوچھا کون ہے۔؟ جو اس وقت پردہ کو ہلاتا ہے۔
حضرت نے فرمایا میں ہوں احمدؒ!
بادشاہ یہ سن کر حیران رہ گیا۔ کہ حضرت اس وقت کیوں تشریف لائے۔ اور عرض کیا کہ جناب تو ابھی یہیں تشریف فرما تھے۔ اس وقت تکلیف کرنیکی کیا وجہ ہے۔؟
حضرت نے ان دونوں رئیسوں کی سفارش کی۔ بادشاہ نے کہا یہ دونوں میرے استقبال کیلئے نہیں آئے تھے۔ اس لئے میں نے اب ان کے قتل کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ لیکن ابھی تک میرا کوئی حکم ٹلا نہیں۔ حضرت نے فرمایا انہیں معاف کر دو۔ بیگم نے (جو حضرت کی معتقد تھی) بادشاہ کو کہا کہ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ جلدی

معاف کر دو نہیں تو اور مصیبت میں پھنسو گے۔"
بادشاہ نے عرض کیا کہ میں نے جناب کی خاطر انھیں بخشا۔ لیکن ان کے ہاتھ ضرور کاٹنے چاہئیں۔ تاکہ میرا حکم خالی نہ جائے۔ حضرت نے پھر فرمایا کہ معاف کر،

بادشاہ نے عرض کی کہ میں نے یہ بھی معاف کیا۔ لیکن ان کے سَو سَو کوڑے ضرور لگوائے جائیں۔
آپ نے فرمایا ایسی باتیں مت کہو، بالکل معاف کر دو۔ بادشاہ نے پھر عرض کی کہ میرا حکم کبھی رد کیا نہیں گیا۔ لیکن آنجناب کی خاطر میں انھیں بالکل معاف کرتا ہوں۔
حضرتؒ نے فرمایا کہ وہ شہر کے معزز لوگوں میں سے تھے۔ تم نے انھیں بے عزت کیا ہے۔ لہٰذا اب تم ان کو خلعت اور مال و زر دو۔ تاکہ پھر انھیں عزت حاصل ہو۔
بادشاہ نے عرض کی۔
میں نے آپ کے حکم سے ایک ان کی جان بخشی کی۔

آپ آپ ان کے لئے اور چیزوں کے لئے فرماتے ہیں، اس وقت خزانوں اور خلعتوں کا تحویلدار مجھے معلوم نہیں کہ کہاں ہے!

حضرت نے فرمایا کہ جو خاص خلعتیں خوابگاہ میں موجود ہیں یہی دے دو۔ تم بادشاہ ہو جس وقت چاہو۔ اور منگوا لینا۔

بیگم نے بادشاہ کو کہا کہ جو کچھ بھی حضرت فرماتے ہیں جلدی دے کر رخصت کرو۔ کہ کہیں اور آفت نہ آجائے۔

بادشاہ بھی ڈرا ہوا تھا۔ غرض جو کچھ آپ نے فرمایا تھا۔ وہ ان کو فوراً دیدیا۔ دو خاص خلعتیں اور دو ہزار روپے دئے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ خلعتیں اور روپے لیکر جہاں سپاہیوں کو کھڑا کر کے آئے تھے۔ پہونچے۔ اور دونوں بڑھیوں کو رہا کیا۔ اور خلعت و روپیہ دے کر بڑی عزت سے شہر میں لائے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی کرامات کا بیان

(۱) .... حضرت غوث الاعظمؒ کا تشریف لانا

ایک رات حضرت مجدد الف ثانیؒ سے لوگوں نے درخواست کی کہ حضرت غوث الاعظمؒ قطب ستارے سے تشریف لائیں۔
لہٰذا آپ کی توجہ سے قطب ستارے شق ہوئے۔ اور لوگوں کی خواہش کے مطابق حضرت غوث الاعظم نمودار ہوئے۔ جنھیں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ انہوں نے حضرت کی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کیا۔ اور پھر قطب ستارہ کی طرف واپس تشریف لے گئے۔

کرامت ۲۷

خانِ خاناں کو کامیابی عطا ہوئی

عبدالرحیم خانِ خاناں حضرت کا مخلص مرید تھا۔ وہ عرصہ سے دکن کا حاکم تھا۔ بادشاہ کے وزیر بدتدبیر سے ان کی بنتی نہ تھی۔ وزیر شریر نے بادشاہ سے کہہ کر اسے معزول کرا دیا۔

خانِ خاناں اور اس کے لڑکوں کے حق میں بدگمان ہو گیا۔ خطرہ تھا کہ کہیں قتل نہ کرا دے۔

اس بارے میں اس نے حضرت مجدد الف ثانیؒ سے مدد چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو۔ تمہارا کام پہلے سے بھی اعلیٰ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ بہترین کرے گا۔

خدا کا کرنا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر خانِ خاناں کو دکن کی سرداری کا حکم مل گیا۔ اور بادشاہ نے انعام واکرام سے نوازا۔

کرامت ۳۲

آگ سے محفوظ رہنا

ایک دفعہ سفر میں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ مجھے باطنی توجہ کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ آج کوئی بلائے عظیم نازل ہو گی۔ اور ساتھیوں کو پڑھنے کے لئے یہ دعا بھی فرمائی۔ تاکہ وہ اس بلا سے محفوظ رہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاۗءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

کچھ دیر بعد بعض گھروں میں ایسی آگ بھڑکی کہ لوگ بھی اسکو بجھا نہ سکے۔ اور اکثر لوگوں کے گھر بار اور مال و اسباب جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئے۔ اور جس جس نے یہ مذکورہ بالا دعا پڑھی وہ خدا کے فضل و کرم سے صحیح سلامت رہے۔

کرامت ۷۴

لڑکے کی عمر دراز ہونا

حضرت کے ایک عزیز کے ہاں اولاد تو ہوتی تھی۔ لیکن کوئی بچہ بچتا نہ تھا اور چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان رہتے تھے۔ ایک دفعہ جب ان کے لڑکا پیدا ہوا تو انھوں نے اس لڑکے کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا اور بڑا ہو تو حضرت کی غلامی میں رہے گا۔

حضرت نے توجہ کے بعد فرمایا کہ اس کا نام عبدالحق رکھو انشاء اللہ زندہ رہے گا۔ اور بڑی عمر پائے گا۔

چنانچہ حضرتؒ کی دعا کی برکت سے وہ لڑکا زندہ رہا اور بڑی عمر پائی۔

....

کرامت ۵

دوسری بیوی سے اولاد کی بشارت

ایک امیر نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں جوانی سے گزر کر بڑھاپے کو پہونچ گیا ہوں۔ مگر کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

بِلّٰہ آپ میرے حال پر توجہ فرمائیے۔!

حضرت کچھ دیر مراقبہ میں رہے اور فرمایا کہ لوحِ محفوظ میں اس بیوی سے کوئی اولاد نہیں پائی جاتی۔ ہاں اگر دوسری شادی کروگے تو بیشک اس سے اولاد ہوگی۔ اور وہ تمہارے بعد تمہاری یادگار رہے گی۔

خدائے تعالیٰ کی شان اس کی بیوی نے بقضائے الہٰی وفات پائی۔ اس کے بعد اس شخص نے دوسری شادی کی جس سے ایک لڑکا، اور ایک لڑکی پیدا ہوئے

کرامت نمبر ۶

ایک مرتبہ کسی مرید کو فرمایا کہ تجھ کو ملّت ابراہیمؑ ملی ہے اس کو یقین نہ آیا۔ آپ نے رات کو ابراہیم علیہ السّلام سے تصدیق کرادی۔ جب وہ صبح کو حاضر ہوا تو رات کی تمام کیفیت آپ نے بیان فرمادی۔ یہ سنتے ہی وہ قدموں پر گر پڑا۔ اور معافی چاہی۔

کرامت نمبر ۷

حضرت کی سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ ہزاروں کافر آپ کے دستِ مبارک پر مسلمان ہوئے۔

کرامت نمبر ۸

ایک جذامی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر دعا کرائی۔ آپ نے توجہ فرمائی اسکو فوراً آرام ہوگیا۔

کرامت نمبر ۹

مولانا محمد یامین کئی برس سے شدّت کی بیماری میں مبتلا تھے دواؤں اور دعاؤں سے کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔

حضرت کی خدمت میں اس نے ایک عریضہ ارسال کیا۔ اور دعا کے لئے التجا کی۔ حضرت نے اسے جواباً تسلّی دی اور اپنا کرتا مبارک ارسال کیا۔ اس نے وہ کرتہ پہن لیا۔ اور فوراً تندرست ہو گیا۔

کرامت نمبر ۱۰ حضرت کا جب انتقال ہوا تو حضرت کے صاحبزادہ شیخ محمدؐ صادق کے مقبرے میں دوسری قبر کی گنجائش نہ تھی۔ تو حضرت ... کیلئے صاحبزادہ کی قبر مشرق کی طرف سوا گز ہٹ گئی۔ اور حضرت وہیں مدفون ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی وفات حسرت آیات

شب برأت ۱۰۳۴ھ ہجری کو اپنی وفات کے متعلق آپنے فرمایا کہ میری وفات اسی سال ہوگی۔
عید الضحٰی کی نماز کے بعد آپ گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے لئے دنیا سے کوچ کرنے کا وقت نزدیک آگیا ہے۔ میری عمر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے مطابق ہوگی۔

لہٰذا میں تم سب کو نصیحت کرتا ہوں

کہ قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا اور اس کو کبھی ترک نہ کرنا۔ پھر چار پانچ روز کے بعد حضرت کو ضیق النفس کا دورہ شروع ہو گیا پھر ایک دن آپ اپنے والد ماجد کے مزار پر تشریف لے گئے۔ اور وہاں دیر تک مراقبے میں رہے۔

پھر اپنے جدّ اکبر حضرت امام رفیع الدینؒ کے مزار پر تشریف لے گئے۔ اور وہاں بھی دیر تک مراقبہ کیا۔ اور سب قبرستان والوں کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ اور پھر وہاں سے گھر تشریف لے آئے۔ ۲۲ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ ہجری کو اپنے مریدین اور خلفاء کو جمع کیا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وہ سب کچھ عطا فرما چکا جو کچھ بشر کو دیا جا سکتا ہے۔
یہ سن کر آخری وقت کا سب کو یقین ہو گیا۔
آپ نے اپنا تمام لباس فقراء کو خیرات کر دیا۔ وفات سے پہلے جو جمعہ تھا۔ جامع مسجد میں آ کر بہت سی وصیتیں فرمائیں۔ اور زیادہ تر سنّت کی پیروی کرنے پر زور دیا۔ اور فرمایا کہ میری تجہیز و تکفین سنّت کے مطابق کرنا۔ اور کوئی شخص میرے ستر کو نہ دیکھے۔ غسل کے وقت میرے دو لڑکے اور دو بڑے خلفاء کے سوا کوئی میرے نزدیک نہ آئے۔
اس کے بعد مرض کا غلبہ زیادہ ہو گیا۔ اس کے باوجود بھی آپ نے تہجد کی نماز باوضو کھڑے ہو کر ادا فرمائی۔

آخر وقت تک نماز جماعت سے ادا کرتے رہے۔
امامت آپ کے بڑے صاحبزادے خواجہ محمد سعیدؒ
خزینۃ الرحمہ کراتے رہے۔ آخر تک آپ کے معمولات
میں کوئی فرق نہ آیا۔ صبح کی نماز بھی جماعت سے ادا
فرمائی۔ نمازِ اشراق بھی پڑھی۔ دعائیں اور وظیفے
کا ورد بھی کیا۔
اس کے بعد فرمایا کہ پیشاب کی حاجت ہے۔ برتن لاؤ
برتن لایا گیا۔ پھر برتن یہ کہکر واپس کر دیا کہ اب اتنی
فرصت نہیں کہ پیشاب کر کے تازہ وضو کروں۔ اب
تو میں وضو سے ہوں مجھے فرش پر لٹا دو۔
چنانچہ آپ کو حسبِ ارشاد فرش پر لٹا دیا گیا۔ اور
اللہ اللہ کہتے ہوئے اپنے مولیٰ سے جا ملے۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔
آپ کا انتقال پر ملال بعمر ۶۳ تریسٹھ سال ۲۸ صفر المظفر
۱۰۳۴ھ ہجری بروز منگل بوقت اشراق ہوا۔

دفن: آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھ کو میرے
فرزند محمد صادق کے پاس دفن کرنا۔ جب

قبر کھودنے کا ارادہ کیا تو جگہ اتنی وسیع نہ تھی کہ قبر کھودی جا سکے۔ جسوقت آپ کا جنازہ لے جاکر رکھا تو خواجہ محمد صادق کی قبر خود بخود تقریبًا ایک ہاتھ مشرق کی طرف ہٹ گئی۔ اور جگہ وسیع ہو گئی۔

تب مغرب کی جانب قبر کھودی گئی۔ اور آپ کو اسی قبّے میں دفن کیا گیا۔ جو آج تک لوگوں کیلئے زیارت گاہ بنی ہوئی ہے

اور جس کو پھر سیٹھ حاجی ولی محمّد صاحب بمبئی والوں نے زرِ کثیر خرچ کرکے بنوایا ہے۔
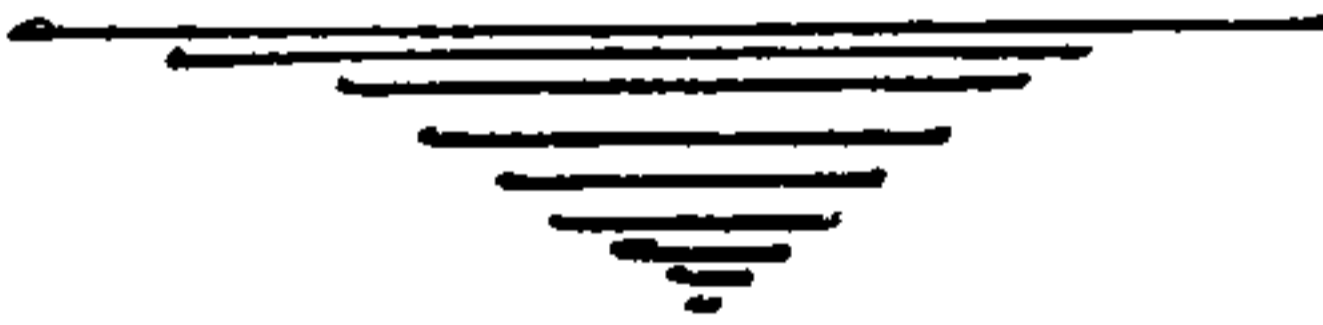
مسجد مقدس حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نقشبندی سرہندی رح

آستانہ عالیہ مجددیہ سرہند شریف میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی مسجد مقدس کو کعبہ شریف سے خاص نسبت حاصل ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی کے زمانہ میں اس مسجد کو وسیع کیا گیا۔ کیونکہ ہزار ہا نمازی پنج وقت نماز میں شامل ہونے لگے۔ اور مسجد قدیم ناکافی ہو گئی اسلئے اس کو وسیع کرنے کا ارادہ کیا گیا۔

جب تربیت خاں کو (جو اس درگاہ کا مرید تھا) پتہ لگا کہ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی مسجد کو وسیع کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس نے عرض کی کہ میری خواہش ہے کہ یہ سعادت میں حاصل کروں۔ حضرت معصوم صاحب نے اسکی درخواست کو منظور فرمایا اور مسجد کی توسیع اور

تعمیر خانقاہ کی اجازت فرمائی۔
تربیت خاں نے ۱۰۴۶ھ ہجری میں نہایت عالی شان
اور وسیع مسجد اور خانقاہ تعمیر کی۔
اور مسجد کے جنوب کی طرف حجرے بنوائے۔ جن
میں اب باہر سے آنے والے مہمان ٹھہرتے ہیں
اور ہر طرح کا آرام حاصل کرتے ہیں ؛
اللہ تعالےٰ بنانے والوں کو جزائے خیر
عطا فرمائے۔ ؛ ؛ ؛
آمین ثم آمین ؛

حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی اولاد

آپ کی بیوی صاحبہ دختر نیک اختر شیخ سلطان رئیس اعظم تھانیسری کی تھیں ان کے بطن سے سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔

۱۔ حضرت خواجہ محمد صادق رحؒ
۲۔ حضرت خواجہ محمد سعید رحؒ
۳۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحؒ
۴۔ حضرت خواجہ محمد فرخ رحؒ
۵۔ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحؒ
۶۔ حضرت خواجہ محمد اشرف رحؒ
۷۔ حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحؒ

صاحبزادیاں

عـ۸ :۔ بی بی رقیہ بانو آپ کا شیر خوارگی کے زمانے میں انتقال ہوگیا

عـ۹ :۔ بی بی اُمِّ کلثوم آپ کا چودہ سال کی عمر میں ۸ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ ہجری میں انتقال ہوا۔

عـ۱۰ :۔ بی بی خدیجہ بانو آپ صاحبِ اولاد ہوئیں

حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۰۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے آثار سعادت اور انوارِ ولایت آپ کی پیشانی مبارک سے ظاہر تھے۔ اکابر اولیاؒ میں سے تھے۔

آپ کے دادا حضرت مخدوم شیخ عبدالاحدؒ صاحب نے بچپن ہی سے آپکو اپنی تعلیم و تربیت میں رکھا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ تمہارا یہ لڑکا مجھ سے حقائق و معارف کی ایسی ایسی عجیب و غریب باتیں دریافت کرتا ہے کہ ان کا جواب دینا دشوار ہوتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ جب جمادی الآخر ۱۰۰۸ہجری میں دہلی حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ تو یہ صاحبزادے صاحب بھی ہمراہ تھے۔ چنانچہ یہ بھی حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی نظر قبولیت میں آکر ذکر و مراقبہ اور جذبہ و نسبت سے مشرف ہوگئے

غرض یہ کہ آپ نے تھوڑی عمر ہی میں وہ کمالات حاصل کئے۔ جو دوسروں کو بڑی عمر میں بھی حاصل نہیں ہوتے۔
چنانچہ ایک درویش سلوک کی تکمیل کر کے شیخ کامل سے خلافت حاصل کرنے کے بعد حضرت خواجہ باقی باللہؒ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے حالات اسی غرض سے بیان کئے کہ اگر آپ کے پاس بھی یہی کچھ ہے جو کچھ میں حاصل کر چکا ہوں۔ تو میں آپ کو کیوں تکلیف دوں۔ اور اگر کچھ زیادہ ہے تو استفادہ کروں۔ (اس کے جواب میں) حضرت خواجہ باقی باللہؒ صاحب نے خواجہ محمد صادقؒ صاحب کو طلب فرما کر ان کے احوال پوچھنے شروع کئے۔ تو خواجہ محمد صادقؒ نے آٹھ سال کی عمر میں اپنے وہ حالات بیان کئے جو اس پچاس سالہ شیخ سے کہیں زیادہ تھے۔ اس پر وہ درویش بہت شرمندہ ہوا۔
حضرت خواجہ محمد صادقؒ بچپن ہی سے کشفِ قلوب اور کشفِ قبور میں نہایت اعلیٰ نظر رکھتے۔
چنانچہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ صاحب ہونے والے امور (کاموں) کی نسبت آپ سے پوچھا کرتے تو آپ اپنے کشف کے ذریعہ

جواب دیتے۔ اور جب قبروں پر لے جا کر مردوں کے حالات پوچھتے تو آپ صاف صاف سارا حال فوراً بیان کر دیتے

آپ کے چچا شیخ مسعودؒ

تجارت کی غرض سے قندہار، خراسان کی طرف روانہ ہوئے آپ بھی ان کے ساتھ اپنے جدّ بزرگوار کے مزار تک وداع کرنے کے لئے گئے۔ مزار مبارک پر ایک گھڑی مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا۔ کہ میرے دادا جان چچا صاحب کو اس سفر سے منع فرماتے ہیں۔ چونکہ آپ کم سن تھے۔ اسلئے بچہ سمجھ کر آپ کی بات کا کچھ خیال نہ کیا۔ آخر شیخ مسعودؒ نے اسی سفر میں انتقال فرمایا۔

جب سرہند شریف میں مرض طاعون کا بہت زور ہوا تو خواجہ محمد صادقؒ صاحب نے فرمایا کہ وبا کوئی تر لقمہ چاہتی ہے۔ جب تک میں نہ مرجاؤں گا۔ یہ ختم نہ ہوگی۔ چنانچہ آپ کو بخار ہوگیا اور دوشنبہ ۹ ربیع الاول ۱۰۲۵ ہجری کو انتقال فرمایا۔

آپ نزع کے وقت فرماتے تھے

کہ اب اللہ تعالیٰ لوگوں پر سے یہ مصیبت وو با دور فرما دے گا۔ اگر میرے انتقال کے بعد کوئی شخص اس مرض میں مبتلا ہو تو میرا نام لکھ کر اس کے گلے میں ڈال دیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے شفائے کلی عطا فرمائے گا۔

چنانچہ واقعی آپ کے وصال کے بعد کوئی شخص اس مرض میں مبتلا نہ ہوا۔ اگر کوئی بیمار ہوتا بھی۔ تو آپ کا اسم مبارک (خواجہ محمد صادقؒ) لکھ کر اسکے گلے میں ڈالتے ہی وصحتیاب ہو جاتا۔

آپ کی اولاد میں صرف ایک صاحبزادہ شیخ محمد صاحبؒ تھے جن کی اولاد کا سلسلہ آج تک جاری ہے اور شیخ محمد صاحبؒ کے تین صاحبزادے۔ اور ایک صاحبزادی ہوئی جن سے اولاد بہت بڑھی۔

صاحب زادوں کے نام یہ ہیں۔

۱: شیخ محمد ابراہیم رح ۲: شیخ محمد عابدؒ
۳: شیخ محمد زاہد رح اور لڑکی کا نام رابعہ ہے

حضرت خواجہ محمد سعیدؒ خازن الرحمۃ

آپ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ کے دوسرے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ ماہ شعبان ۱۰۰۵ہجری کو پیدا ہوئے۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ۔ ایک دفعہ میرے فرزند محمد سعیدؒ بچپن میں جبکہ چار پانچ سال کے تھے بیمار ہو گئے۔ جب ان سے پوچھا گیا بیٹا کیا چاہتے ہو۔ تو کہا کہ میں حضرت خواجہ (باقی باللہ) کو چاہتا ہوں۔ جب یہ بات حضرت خواجہ نے سنی۔ تو فرمایا۔

محمد سعیدؒ بڑا رندہ ہے۔ اس نے غائبانہ ہی ہم سے نسبت لے لی ہے۔ حضرت سعیدؒ عمر خواجہ محمد سعیدؒ نے ظاہری اور باطنی علوم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی درجہ حاصل کئے۔ اور شیخ محمد طاہر لاہوریؒ سے اکثر کتابیں پڑھیں

بعض کتابیں اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادق صاحبؒ سے پڑھیں۔ سترہ اٹھارہ برس کی عمر میں۔ علوم ظاہری و باطنی سے فارغ ہو کر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔
معقول و منقول کی مشکل سے مشکل کتابیں پوری قابلیت سے پڑھائیں اور بعض کتابوں پر حواشی بھی لکھے۔ انہی میں سے تعلیق مشکوٰۃ المصابیح بھی ہے۔ فقہ میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور مشکل سے مشکل مسائل کو معمولی توجہ سے حل فرما دیتے تھے۔ ایک روز حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ان دونوں بھائیوں خواجہ محمد سعیدؒ اور خواجہ محمد معصومؒ کے متعلق فرمایا۔ کہ جب محمد صادقؒ مرحوم کا انتقال ہو گیا۔ تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اب کوئی ایسا فرزند جو فضائلِ ظاہری اور احوالِ باطنی میں کمال رکھتا ہو کہاں سے پاؤں گا۔
آخر حق سبحانہٗ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے یہ دونوں بھائی اسکے قائم مقام عنایت فرمائے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ اِحْسَانِہٖ
حضرت نے فرمایا کہ ہر ایک قطب کے دو امام ہوتے ہیں۔ سو تم دونوں بھائی میرے امام ہو۔

حضرت خواجہ محمدؒ سعیدؒ اشراقِ قلوب اور کشفِ قبور میں کامل درجہ رکھتے تھے۔

آپ کی بشارات آپکے ارشاد کے عین مطابق ہوتی تھیں۔ چنانچہ مرحوم وزیر خاں کی زوجہ نے حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ میرے بارے میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے لڑکا عطا فرمائے۔ آپ نے توجہ کے بعد جواب میں لکھا کہ اطمینان رکھو اللہ تعالیٰ عنقریب تم کو لڑکا عطا فرمائے گا۔ جب اسکی مدت حمل پوری ہو گئی اور لڑکا پیدا ہوا تو وزیر خاں لاہور سے لڑکا پیدا ہونیکی خبر اور نذرانہ لے کر حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

کرامات

آپ کی کرامات بے شمار ہیں۔ یہاں اختصار کی وجہ سے چند ایک کرامات درج کی جاتی ہیں۔

کرامت ۱ بادشاہی لشکر میں ایک فقیر تھا۔ جو بے تکلف لوگوں کے گھروں میں جا گھستا تھا

آتے جاتے اسے کوئی آدمی نہ دیکھتا۔ گھر کے مالک کو جرأت نہ ہوئی کہ اُسے کچھ کہے۔ شاہی لشکر میں حضرت خازن الرحمت خواجہ محمد سعیدؒ کا ایک مخلص مرید بھی تھا۔ اس کے گھر میں بھی وہ فقیر جا گھسا۔ آپ کے مرید نے اُسے جھڑکا۔ تو فقیر نے اسے بھی پکڑ کر گرالیا۔ اور اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا۔ اس نے مجبور ہو کر حضرت خازن الرحمتؒ کی طرف توجہ کی۔ اسی وقت آپ نے ظاہر ہو کر اس فقیر کو جھڑک کر گھر سے باہر نکال دیا۔ اور اپنے مرید کو اسکے پنجے سے رہائی دلائی۔

کرامت ۲ ایک دفعہ آپ نے اپنے دولتمند نوجوان مرید کو آستین میں چھپایا اور فرمایا دیکھ — اس آستین میں اس نے باغ دیکھا جو بہشتی باغ کی طرح تھا۔ ایسا باغ اس نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ دیر تک اس باغ کی سیر کرتا رہا۔ دوپہر سے لیکر شام تک وہاں رہا جب اسکے چہرے سے آستین اٹھالی۔ تو صرف ایک گھڑی گزری تھی۔

کرامت ۳ ایک دن آپ کی مجلس میں اصحابؓ کا ذکر ہو رہا تھا۔ اسی اثناء میں ابوسفیان کا بھی ذکر آ گیا تو آپ کے فرزند شاہ لطیف اللہ کے دل میں ابوسفیان کے

مراتب کو سن کر کراہت پیدا ہوئی۔ بلکہ کچھ کہنا بھی چاہا۔ یہ خیال آتے ہی حضرت خازن الرحمت نے فرمایا کہ ۔
بابا، ابو سفیان کے بارے میں کچھ نہ کہنا۔ کیونکہ پہلے کچھ معاملہ ٹھیک نہ تھا۔ لیکن بعد میں پھر درست ہو گیا۔

کرامت ۱۴ حضرت خازن الرحمتؒ صبح سے شام تک اپنے شاگردوں کو سبق پڑھایا کرتے تھے۔ ہر روز ایک فاختہ آپ کے درس کے مقابل درخت کی شاخ پر بیٹھی رہتی تھی۔ ایک دن حضرت خازن الرحمتؒ نے فرمایا کہ کیا کروں یہ جانور ہے۔ اگر یہ انسان ہوتا تو اس کی استعداد اس قسم کی تھی کہ اپنے وقت کے بڑے اولیاء سے ہوتی ۔

کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ خازن الرحمت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آٹھ مرتبہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔

وفات حضرت خواجہ محمد سعیدؒ خازن الرحمۃ

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس خاندان کے بہت معتقد مرید تھے۔ بڑی منت وسماجت سے حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کی خدمت میں دہلی تشریف لانے کی درخواست کی۔ حضرت بھی اسکے اخلاص کی وجہ سے اس کے پاس دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں کافی دنوں تک مقیم رہے۔ کچھ عرصہ بعد آپ بیمار ہو گئے۔ شاہی طبیبوں نے آپ کا ہر چند علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اور بیماری دن بدن بڑھتی رہی اور زندگی کی امید نہ رہی۔ جب آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ اب آخری وقت قریب ہے۔ تو بادشاہ سے رخصت لیکر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔۔

ابھی دہلی سے چھتیس میل کے فاصلہ پر سنبھالکہ کے مقام پر پہونچے تھے کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کا جنازہ سرہند لایا گیا۔ اور حضرت خواجہ معصومؒ صاحب نے جنازہ کی نماز پڑھائی آپ

وفات کی تاریخ ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۳۴ھ ہجری ہے۔
نقل ہے کہ جب آپ کا جنازہ سرہند پہونچا تو حضرت خواجہ معصومؒ صاحب نے حکم دیا کہ ان کو بھی (خواجہ محمد صادقؒ کے) گنبد میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کی کہ اب یہاں اور قبر کی گنجائش نہیں!

آپ نے پھر یہی فرمایا کہ وہیں دفن کرو۔ لہٰذا لوگوں نے مجبوراً مشرقی کونے کی طرف زمین پر کدال مارا۔ روضۂ مبارک کی دیوار چاروں طرف سے ہٹ گئی اور قبر کی جگہ نکل آئی اور اسی میں آپ کو دفن کیا گیا۔

نقل ہے کہ۔ آپ کے فرزند چہارم شیخ سعدالدین فرماتے ہیں کہ میں پالکی میں حضرت کے جنازہ کے ہمراہ تھا۔ اور آپ کی نعش مبارک کی پاسبانی کر رہا تھا اور ہر گھڑی حالت بیقراری کے سبب حضرت کا روئے مبارک دیکھتا تھا۔ ایک دفعہ جو چہرۂ مبارک سے چادر کا کونا اٹھایا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ہیں نہیں خالی چادر ہی چادر ہے۔ پالکی میں اِدھر اُدھر ہاتھ مارا لیکن وہاں سوائے کفن کے اور کچھ نہ تھا۔

میں نے حضرت کی طرف متوجہ ہو کر عرض کی کہ یہ تو مجھے یقین ہے کہ

حضرت کا بدن مبارک بھی بہشت میں گیا ہوگا۔ لیکن اس بارے میں ہم بہت شرمندہ ہوں گے۔ ایک گھڑی بعد جب پھر چادر کا کونا اٹھایا تو دیکھا آپ کا جسم پالکی کے اندر موجود ہے۔

آپ کی اولاد

آپ کے آٹھ صاحبزادے ... اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں۔

۱: شاہ عبد اللہؒ۔ ۲: شاہ لطف اللہؒ۔ ۳: مولوی فرخ شاہؒ۔ ۴: شیخ سعد الدین۔ ۵: شیخ عبد الاحدؒ ۶: شیخ خلیل اللہؒ۔ ۷: شیخ محمد یعقوبؒ۔ ۸: شیخ محمد نقیؒ۔ اور صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں

۱: بی بی صالحہؒ، ۲: بی بی فاطمہؒ۔ ۳: بی بی شاکرہؒ ۴: شرف النساء کریمؒ۔ ۵: فخر النساء زینب۔

حضرت خواجہ محمد معصوم رح

خواجہ محمد معصوم عُروۃُ الوُثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ بتاریخ
۱۱ر شوال المکرم ۱۰۰۷ ہجری پیر کے دن بادشاہ جلال الدین
محمد اکبر کے عہد حکومت میں پیدا ہوئے۔
آپ بہت بڑے عالم، علوم ظاہر و باطن میں فریدِ دہرا ور
وحیدِ عصر تھے۔ حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے ساتھ سب سے
زیادہ مشابہت رکھنے والے قدر و منزلت میں حضرت کے
ساتھ سب سے زیادہ قریب، سیرت میں سب سے زیادہ حضرت
کے متبع۔ معارف میں حضرت کے ساتھ سب سے زیادہ خصوصیت
رکھنے والے لوگوں میں سب سے زیادہ شہرت والے۔
اور ان کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے تھے۔
حضرت مجدّد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ۔ میرے فرزند خواجہ
محمد معصوم کی پیدائش پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے مجھے فرمایا کہ یہ فرزند اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اوّل سے آخر تک بلکہ ہمیشہ ہمیشہ تک معصوم رہے گا۔ اس واسطے اس کا نام محمد معصوم رکھنا۔

حضرت مجدّد الف ثانیؒ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق محمدؒ معصومؒ نام رکھنا۔

کنیت آپ کی ابوالخیرات ہے۔ اور لقب آپ کا عروۃ الوثقیٰ مجدّد الدّین ہے

واقعہ

خواجہ محمدؒ معصومؒ صاحب کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ۔

جب میرا فرزند محمدؒ معصوم پیدا ہوا۔ تو مجھ پر بیخودی طاری ہوئی اس بیخودی کے عالم میں کیا دیکھتی ہوں کہ مشرق سے مغرب تک تمام جہان روشن ہو گیا ہے۔ اور ہزارہا فرشتے اور نبیؑ ہمارے گھر میں جمع ہوئے ہیں۔ اور مجھے مبارک باد دیتے ہیں۔ کہ یہ نور جس سے تمام جہان روشن ہو گیا ہے۔ تیرا فرزند ہے۔ جسکے وجود کے نور سے جہان اور اہلِ جہان دونوں

روشن ہو جائیں گے۔ اور اس کی ہدایت و ارشاد کا نور اسکے
خلفاء اور فرزندوں کے ذریعہ سے قیامت تک قائم رہے گا۔

واقعہ (۲)

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ۔ میں نے اپنے فرزند
محمدؐ معصوم کے پیدا ہونے کے دن خواب میں دیکھا کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء و اولیاء اور اصحاب
سمیت شہر سرہند میں تشریف لائے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو مبارک باد دے رہے ہیں۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم مجھے فرماتے ہیں کہ۔
تمہارا یہ فرزند میری امت کے تمام اولیاء سے افضل
ہے۔ اور کمالات اور قرب الٰہی کے تمام درجات میں تمہارے
ساتھ ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا بچپن

حضرت خواجہ محمد معصومؒ صاحب بچپن میں عام بچوں کی طرح نہیں رویا کرتے تھے۔ اور بول و براز کا کپڑوں پر کہیں نشان نہ ہوتا تھا۔ اگر کبھی اتفاقاً ننگے ہو بھی جاتے۔ تو فوراً اپنے آپ کو ڈھانپ لیتے۔ آپ دایہ سے کبھی دودھ نہ مانگتے۔ وہ خود ہی آپ کے منہ میں پستان رکھتی تو آپ دودھ پی لیتے۔ ماہ رمضان المبارک میں دن کے وقت آپ ہرگز دودھ نہ پیتے تھے۔ ہر چند دایہ آپ کو دودھ پلانا چاہتی مگر آپ منہ دوسری طرف پھیر لیتے مغرب کی نماز کے بعد پیٹ بھر کر دودھ پیا کرتے۔

ایک دفعہ ماہ رمضان المبارک کے چاند کے متعلق لوگوں کو شبہ ہوا کہ چاند نکلا ہے یا نہیں؟۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ دریافت کرو کہ آج محمد معصومؒ نے دودھ پیا ہے یا نہیں؟۔ تو معلوم ہوا کہ نہیں پیا۔ حضرت نے فرمایا کہ آج سے ماہ رمضان المبارک شروع ہے۔

آپ کی تعلیم

آپ نے بعض کتب درسیہ اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادقؒ صاحب سے اور اکثر کتابیں اپنے والد ماجد، اور مولانا شیخ محمد طاہرؒ لاہوری سے پڑھیں۔ سات سال کی عمر میں تین ماہ میں آپ نے قرآن شریف حفظ کیا۔ اور اپنے والد ماجد سے طریقہ نقشبندیہ حاصل کیا۔ اور حضرت مجددؒ نے آپ کو مقامات عالیہ قیومیہ کی بشارت دی۔ اور فرمایا کہ بیٹا! ان علوم کی تحصیل سے جلد از جلد فارغ ہو جاؤ۔ کیونکہ ہم کو تم سے بڑے بڑے کام لینے ہیں۔

چنانچہ آپ اپنے والد مجدد الف ثانیؒ کی توجہ مبارک کے اثر سے اپنے بڑے بھائیوں کی طرح ۱۶ سولہ سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہو گئے۔

آپ کی شادی

حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے خلیفہ میر صغیر احمد رومی کی دوسری صاحبزادی بی بی رقیہؒ سے ۲۷ ذی الحجہ ۱۰۱۲ھ ہجری کو ہوئی آپ کی تمام اولاد اسی بیوی سے ہوئی۔

حضرت مجدّد الف ثانیؒ نے ۱۰۲۴ھ ہجری میں حضرت عروۃ الوثقیٰ کو اپنا قائم مقام بنایا اور اپنے سامنے۔ مسند ارشاد پر بٹھا کر خلعت قیومیت پہنائی۔ حضرت مجدّد الف ثانی رح کے انتقال کے بعد بوقت اشراق یکم ربیع الاوّل ۱۰۳۴ھ ہجری کو آپ ارشاد قیومیت کی (گدّی) پر بیٹھے۔ اس روز پچاس ہزار لوگوں نے آپ سے بیعت کی۔ جن میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے تقریباً دو ہزار خلفاء بھی شامل ہیں۔

اکثر والیانِ حکومت نے بھی بیعت کیلئے آپ کی خدمت میں عریضے لکھے۔ خود جہانگیر بھی حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی وفات کی خبر سن کر تعزیت کے لئے سرہند آیا۔

۲۸ صفر ۱۰۳۶ھ مطابق نومبر ۱۶۲۶ء کو بوقت چاشت شہنشاہ جہانگیر

کا لاہور میں انتقال ہوا۔ اور دریائے راوی کے شمال کی طرف دفن ہوا۔ اب اس مقام کو جس جگہ پر جہانگیر کا مقبرہ اور باغ ہے۔ شاہدرہ کہتے ہیں۔ لاہور اور شاہدرہ کے درمیان دریائے راوی واقع ہے۔ جب جہانگیر کی وفات کی خبر حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ نے سنی۔ تو جہانگیر کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور اسکی مغفرت کی خوشخبری دی۔

جہانگیر کے بعد اس کا بیٹا شاہ جہاں تخت پر بیٹھا۔ تو سرہند میں حضرت قیوم ثانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضرت کا شکریہ ادا کیا۔ بہت سے تحفے اور ہدیے حضرت کی خدمت میں پیش کئے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی روح پُرفتوح کو ثواب پہنچانے کے لئے سات روز تک فقیروں کو کھانا کھلاتا رہا۔

شاہجہاں کو حضرت قیوم ثانیؒ کی خدمت میں بڑا رسوخ اور اعتقاد تھا۔ دوبارہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت ہو کر بعض بدعتیں جو شہنشاہ جہانگیر کے زمانہ میں رہ گئی تھیں وہ سب دور کیں۔ سکے پر کلمہ طیبہ کی مہر جاری کی۔ اور تمام گاؤں قصبوں اور شہروں میں مسجدیں اور مدرسے بنوائے۔ چنانچہ تخت نشینی کے پہلے سال ہی تین لاکھ مسجدیں، اور ایک

لاکھ مدرسے تعمیر کرائے۔ جابجا علماء و فقراء کے وظائف مقرر کئے اور دین اسلام کی ترویج میں بہت کوشش کی۔

۱۰۴۰ھ ہجری میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے قبۂ مبارک سے سات ہاتھ مغرب کی طرف دفن ہوئیں۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ کو اپنی والدہ ماجدہ کے انتقال کا بہت صدمہ ہوا ۔ انہی دنوں آپ کے خسر میر معیز احمد رومی کا بھی انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

۱۰۴۷ھ ہجری میں شہزادہ اورنگ زیب[1] محی الدین عالمگیرؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت ہوا۔ اور آپ کی دعاؤں سے ہندوستان کا بادشاہ بنا۔

---

[1] حضرت محی الدین عالمگیرؒ اورنگ زیب مغل بادشاہوں میں ایک عظیم الشان بادشاہ تھے۔ آپ شاہجہاں کے تیسرے فرزند تھے ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ مطابق ۳ نومبر اکتوبر ۱۶۱۸ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ شہزادگی کے زمانے میں کارہائے نمایاں انجام دئے۔ یکم ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۶۵۸ء کو تخت حکومت پر بیٹھے اور پچاس سال تین ماہ کی حکومت کے فرائض انجام انجام دے کر اکیانوے ۹۱ سال کی عمر میں بروز جمعہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۷۰۷ء میں داخل رحمت حق ہوئے۔ خلد آباد ضلع اورنگ آباد (حیدر آباد دکن) میں مزار پر انوار ہے۔ قبر کچی ہے۔ کوئی گنبد وغیرہ نہیں ہے آپ کے زمانے میں سلطنت مغلیہ کو سب سے زیادہ ترقی و وسعت نصیب ہوئی) بقیہ صفحہ ۱۶۳ پر

۱۰۶۸ ہجری میں عالمگیرؒ کی بہن روشن آرا بیعت ہوئی اور خاندان شاہی کے دوسرے افراد بھی آپ سے بیعت ہوئے اسکے بعد شاہجہاں کی لڑکی اورنگ زیب کی بہن گوھر آرا آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئی حضرت نے اس کے حال پر نہایت مہربانی فرمائی۔ اس نے بھی حضرت کی خدمت میں سلوک انتہائی درجہ تک حاصل کیا۔

گوھر آرا دانائی، عقلمندی، سمجھداری، عقل وفہم، علم وحلم اور آراستگی وشائستگی میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ دن رات عبادت میں مشغول رہتی اور صبح وشام خوف خدا سے روتی۔ اور سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا تجاوز نہ کرتی

نقل ہیکہ آپکے دست مبارک پر نو لاکھ آدمیوں نے ضلالت وگمراہی اور گناہوں سے توبہ کی۔ اور آپ کے مرید ہوئے۔

بقیہ صفحہ ۱۶۲: عالمگیر عالم باعمل نہایت عابد وزاہد درویش صفت بادشاہ تھے۔ قرآن مجید کی کتابت اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ اور دو نسخے لکھ کر نہایت قیمتی جلدیں بنوا کر حرمین شریفین میں بھجوائے۔ علمی قابلیت حد درجہ کی تھی۔ آپکے زمانے میں بعض شرعی احکام نافذ کئے گئے۔ فتاویٰ عالمگیری جیسی عظیم کتاب آپ کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

نقل ہے کہ آپ کے دستر خوان پر چار ہزار آدمی کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور وہ کھانا بھی بڑی عمدہ قسم کا ہوتا۔ گیہوں کی روٹی، بکرے اور مرغ کا گوشت ہر کو پیٹ بھر ملتا اس کے علاوہ اور بھی طرح طرح کے کھانے اور پھل فروٹ بھی ہوتے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم صاحبؒ کی کرامات

حضرت کی کرامات بے شمار ہیں۔ جن میں سے یہاں چند کراما درج کی جاتی ہیں۔ اور اپنی نجات کیلئے مجھ سے مدد طلب کی۔

کرامت ۱ ایک روز قیوم ثانیؒ اپنی خانقاہ میں بیٹھے تھے کہ اچانک آپ کا دست مبارک اور آستین تر ہوگیا۔ یہ دیکھ لوگ حیران رہ گئے۔ جب وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میرا ایک سوداگر مرید غرق ہونے کو تھا اس نے میری طرف توجہ کی تو میں نے اپنے ہاتھ سے اسکے جہاز کو غرقاب سے نکال کر کنارے پر پہونچایا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ سوداگر نذرانہ لے کر حاضر خدمت ہوا

تو اس نے اس غرقابی سے اپنے بچنے کا حال بیان کیا۔
کرامت نمبر ۲: ایک روز آپ وضو کر رہے تھے کہ یکایک لوٹا اٹھا کر زور سے دیوار پر مارا۔ لوٹا ٹوٹ گیا۔ اور دوسرا لوٹا منگوا کر اس سے وضو کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک سوداگر حاضرِ خدمت ہوا۔ تو اس نے بیان کیا کہ میں ملک بنگال میں ایک جنگل میں تھا کہ ایک شیر غرّا کر مجھ پر حملہ آور ہوا۔ میں نے اس حالتِ مایوسی میں دیکھا کہ آپ تشریف لائے۔ اور لوٹا پھینک کر اس کو مارا کہ وہ فرار ہوا اور میری جان بچی۔
کرامت نمبر ۳: ایک شخص اپنے بیٹے کو لے حاضرِ خدمت ہوا۔ اور عرض کیا کہ یہ ایک عورت پر عاشق ہو کر ایسا خود رفتہ ہو گیا ہے۔ کہ میرے ہاتھ سے بالکل جاتا رہا۔ آپ نے اس لڑکے کو سمجھایا اور کہا کہ میں نے تیری قضا کو تبدیل کر دیا۔ آپ کے اس فرمانے سے اس کا عشق بالکل جاتا رہا۔ اور وہ راہِ راستی پر آگیا۔
کرامت نمبر ۴: جب آپ حج کو تشریف لیجا رہے تھے۔ تو شہزادہ اورنگ زیب عالم گیرؒ حاضرِ خدمت ہوئے۔ اور بارہ سو روپیے نذرانہ لائے۔ آپ نے ان کو سلطنت کی خوشخبری دی۔

عالمگیرؒ نے دست بستہ ہو کر عرض کیا۔ کہ حضور اس کو مجھے لکھ دیں۔ آپ نے ان کو ایک کاغذ پر لکھ دیا۔

فَوَقَعَ کَمَا قَالَ چنانچہ اورنگ زیبؒ نے سلطنت پائی

گوہر آرا بیگم ان کی ہمشیرہ کہا کرتی تھیں کہ بھائی اورنگ زیبؒ بارہ ہزار روپے میں سلطنت خرید لی ہے۔

کرامت نمبر ۵: ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت نے فلاں تبرک مجھے عنایت کیا ہے۔ جب وہ خواب سے بیدار ہوا تو وہ تبرک اس کے پاس موجود تھا۔

کرامت نمبر ۶: ایک جوگی جادو سے آگ باندھ دیتا تھا اور اس مکاری سے لوگوں کو فریفتہ کرتا تھا۔ آپ نے بہت سی آگ روشن کر کے اس پر۔ یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ ۔ پڑھ کر دم کر دیا۔ اور ایک شخص سے فرمایا کہ۔ اس میں بیٹھ کر ذکر کرے۔ وہ اسمیں بیٹھ کر ذکر کرتا رہا۔ وہ آگ اس پر گلزار ہو گئی۔

کرامت نمبر ۷: ب کا ایک پڑوسی تھا۔ وہ مع اپنے مال و اسباب کے جہاز میں جا رہا تھا۔ ناگہاں جہاز تباہی میں آ پڑا۔ قریب تھا کہ غرق ہو جائے۔ اس نے دل میں کہا کہ جہاز اس ہلاکت سے

نجات پائی۔ تو میں ایک ہزار روپیہ خواجہ معصومؒ صاحب کی نذرِ پیشں کروں گا۔ پس جہاز تباہی سے بچ گیا۔ جب وہ شخص گھر آیا۔ تو پانچ سو روپیہ نذرانہ لے کر حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ۔ تو نے ایک ہزار روپیہ کا وعدہ کیا تھا۔ اب پانچ سو روپیہ لے کر آیا ہے۔ وہ یہ سن کر سخت شرمندہ ہوا۔ اور پورے ہزار روپے نذر گزارے۔

کرامت نمبر ۸ حضرت کے ایک مرید نے بیان کیا کہ مجھے تنگ دستی نے بہت مجبور کیا۔ تو میں نے گھبرا کر حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میں غریبی سے سخت لاچار ہوں۔ حضرت نے یہ سن کر مجھے روپیوں کی تھیلی دی۔ اور فرمایا کہ اسے گننا مت۔ جس قدر چاہو اسمیں سے خرچ کئے جاؤ۔ چنانچہ میں اسمیں سے ضرورت کے مطابق خرچ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک لاکھ روپیہ میں اس میں سے خرچ کر چکا۔ لیکن وہ اتنی کی اتنی ہی تھی۔ بالآخر ایک روز میری بیوی نے وہ روپیہ گنا تو ساٹھ سو نکلا۔ اس کے بعد ہم نے خرچ کیا۔ تو ختم ہوگیا۔

کرامت نمبر ۹ حضرت کا ایک مرید بیان کرتا ہے کہ میں حد درجہ کا مفلس تھا۔ یہاں تک کہ روٹی تک کا محتاج ہو گیا۔ تو میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کی۔

حضرت نے پوچھا دین چاہتے ہو یا دنیا؟ اس نے عرض کی کہ دین اور دنیا دونوں۔ آپ نے مسکرا کر میرے حق میں دعا فرمائی ابھی ایک مہینہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ دنیاوی مال سے خوشحال ہو گیا۔

کرامت نمبر ۱۰ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے ایک عزیز فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میری آنکھ میں درد ہوا۔ بہت علاج کرایا۔ لیکن سب بیکار ثابت ہوا۔ اتفاق سے ایک شخص دوا لایا اور اس کی بڑی تعریف کی۔ جب وہ دوا میری آنکھ میں ڈالی گئی۔ تو میں اندھا ہو گیا۔ چند روز اسی حالت میں رہا۔ انہی دنوں حضرت حج سے واپس تشریف لائے۔ تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال بیان کیا۔ آپ نے بہت افسوس کیا۔ اور آپ نے اپنا لعاب دہن میری آنکھوں میں لگا کر فرمایا کہ دونوں ہاتھوں سے آنکھیں بند کر لو۔ اور گھر جا کر کھولنا۔

آپ کے فرمان کے مطابق گھر جا کر آنکھیں کھولیں تو بالکل روشن تھیں۔

حضرت خواجہ محمد معصوم صاحبؒ کی وفات

حضرت کو پہلے ہی اپنا وقت معلوم تھا۔ اپنے فرزندوں اور مریدوں کو کچھ دن پہلے ہی بتا دیا تھا۔
وفات سے پہلے آپ نے کتاب وسنت کے پابند رہنے کی وصیت فرمائی۔ آپ آخری وقت میں سورہ یٰسین شریف تلاوت فرما رہے تھے۔ کہ یکایک آپ نے السلام علیکم یا نبی اللہ فرمایا۔ اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن
آپ کا انتقال پر ملال دوپہر کے وقت پیر کے دن ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ ہجری کو ہوا۔
آخری وقت آپ کے چہرۂ مبارک پر مسکراہٹ تھی۔ لوگوں نے آپ کے وصال کی بہت تاریخیں کہی ہیں۔
بادشاہ عالمگیرؒ نے تاریخ وفات اس طرح کہی ہے۔"

نورِ عالم رفت عالم تاریک باشد

جس وقت آپ کا جنازہ اٹھایا گیا۔ تو ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی تھی۔ ہزارہا آدمی آپکے جنازے میں شریک تھے۔
آپ کے فرزند سوم حضرت شیخ عبیداللہ مروج الشریعت نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور محل مخصوص کی طرف آپ کو دفن کیا گیا۔

آپ کا روضہ شریف

آپ کا عالیشان روضۂ مبارک بادشاہ شاہ جہاں کی بیٹی روشن آرا نے (جو حضرت کی مرید تھی تعمیر کرایا اس روضہ شریف کی تعمیر کے لئے شہزادی نے ایران سے نہایت اعلیٰ درجہ کے استاد معمار منگوائے۔ جن سے نہایت عالیشان روضہ مبارک کی تعمیر کرائی۔ اور ہر قسم کا سامان آرائش بہم پہنچایا۔ روضہ شریف پر سنہرا کام کیا گیا۔ جو آئینہ کی طرح چمکتا تھا۔ اور آفتاب نکلنے پر جگمگا اٹھتا تھا۔

اور طرح طرح کے نقش و نگار سے منقش تھا۔ دروازوں کے پردے اور مزار پوش زربفت کے تھے۔ روشنی کے لئے سونے چاندی کی انگیٹھیاں تھیں۔ شامیانے کے لئے اور سامان۔ اور قبر کے فرش کے لئے پتھر۔ غرض یہ کہ ہر قسم کا اعلیٰ سے اعلیٰ شاہانہ سامان وہاں چھوڑا۔ اس قسم کی خوبصورت اور عالی شان عمارت سارے ہندوستان میں نہیں تھی۔ یہ روضہ مبارک کی عمارت اس قدر مضبوط بنوائی ہوئی ہے کہ کئی مرتبہ روضۂ مبارک کے گنبد پر بجلی گری لیکن روضہ شریف اللہ کے فضل و کرم سے نقصان سے محفوظ رہا۔ حضرت قیومؒ رابع خلیفۃ اللہ کے وقت میں جب سرہند پر کافر لوگ غالب آئے تو کئی ہزار کافر حضرت کے روضۂ مبارک پر چڑھ گئے۔ اور گنبد کو گرانا چاہا ـــ مگر وہ روضہ شریف کو کیا گرا سکتے تھے۔ خود ہی تین سو کافر گنبد سے گر کر ہلاک ہوئے آخر مجبور و لاچار ہو کر سب کے سب روضۂ مقدسہ سے بھاگ نکلے۔

غرض یہ کہ انقلاب زمانہ نے ان سب نقش و نگار کو مٹا دیا مگر الحمد اللہ حضرت کے روضہ شریف کی عمارت ابتک وہی ہے

اس روضہ شریف کی۔ اور مسجد رفیع الشان کی عمارت اور سامانِ فرش و فروش پر ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ خرچ ہوا۔ اور پانچ ہزار اشرفی گنبدوں پر خرچ ہوئی۔ اور چالیس ہزار روپیہ مسجد پر خرچ ہوا۔

اس روضۂ مبارک کے اندر

آٹھ قبریں ہیں۔

۱:۔ حضرت خواجہ محمدؒ معصومؒ صاحبؒ
۲:۔ حضرت خواجہ عبید اللہؒ مروج الشریعت فرزند سوم قیوم ثانیؒ۔
۳:۔ حضرت قیوم رابع کے والد ماجد حضرت ابوالعلیٰؒ
۴:۔ حضرت محمد اشرفؒ فرزند چہارم قیوم ثانیؒ
۵:۔ حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہؒ فرزندِ اکبر قیوم ثانیؒ
۶:۔ حضرت شیخ محمد ہادیؒ فرزندِ اکبر شیخ عبید اللہ مروج الشریعت
۷:۔ حضرت شیخ الاسلامؒ فرزند محمدؒ پارسا۔

۸: حضرت نور معصومؒ محمد پارسا کے پوتے۔

آخری کی یہ تینوں قبریں

پانچ قبروں کی پائنتی کی طرف ہیں۔
روضۂ مبارک کے باہر چبوترے کے ایک کونے میں حضرت محمد پارساؒ کا گنبد ہے۔ اور حضرت شیخ محمّد صدیقؒ کا روضۂ مبارک اس روضہ مبارک کے شمال کی طرف ہے

آپ کی اولاد

حضرت خواجہ محمدؒ معصومؒ صاحب کی اولاد میں چھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔
۱: حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ۔ ۲: حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ۔ ۳: حضرت خواجہ محمد عبید اللہ مروّج الشریعت
۴: حضرت شیخ محمدؒ اشرف محبوب اللہؒ
۵: حضرت شیخ سیف الدین محی السنۃؒ

۶:۔ حضرت شیخ محمد صدیقؒ محبوب الٰہی۔

اور صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں

۱:۔ امت اللہ ۲:۔ عائشہ۔ ۳:۔ عارفہ:
۴:۔ عاقلہ۔ ۵:۔ صفیہ۔

حضرت خواجہ محمد فرخؒ

آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے چوتھے فرزند ہیں۔ آپ گیارہ سال کی عمر میں اس دنیائے فانی سے چل بسے۔ اس چھوٹی سی عمر میں آپ سے عجیب و غریب باطنی احوال اور کشف و کرامات کا ظہور ہوا۔

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ محمد فرخ کی بابت کیا لکھوں یہ گیارہ سال کی عمر میں طالب علم ہوا۔ اور ہمیشہ آخرت کے عذاب سے ڈرتا رہتا، اور یہ دعا کرتا رہتا کہ کسی طرح دنیا سے بچپن ہی میں گزر جاؤں۔ تا کہ

آخرت کے عذاب سے رہائی پا جاؤں۔ مرضِ موت کے وقت جب لوگ بیمار پرسی کے لئے آتے تو اسی سے عجیب وغریب باتوں کا مشاہدہ کرتے۔

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رح

آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پانچویں فرزند ہیں۔
آپ نے آٹھ سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے رخصت فرمائی۔ آپ کی پیدائش کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خواب میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کو فرمایا۔ کہ اس بیٹے کا نام میرے نام پہ رکھنا۔ لہٰذا ان کے فرمان کے مطابق محمد عیسیٰ نام رکھا گیا۔ چھوٹی ہی عمر میں آپ کے باطنی احوال نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے۔ آپ سے بہت سی کرامات ظہور میں آئیں۔ چنانچہ حضرت قیوم اوّل کے جو کرامات آٹھ سال کی عمر میں محمد عیسیٰ سے ظاہر ہوئیں۔ ان کی نسبت فقط اتنا لکھنا کافی ہوگا کہ وہ جواہر نفیسہ تھے ان دونوں مخدوم زادوں کے کشف وکرامات

کی یہ کیفیت تھی کہ جو لوگ سفر کو جاتے۔ آپ انکو رخصت ہوتے وقت ان کے پیش آنیوالے واقعات بتادیا کرتے جو بعد میں عین صحیح نکلتے۔ مسجد میں دوزخیوں اور بہشتیوں کی جوتیاں پہچان لیتے۔
حاملہ عورتیں آپ کی خدمت میں آتیں اور دریافت کرتیں کہ اس حمل میں لڑکا ہوگا یا لڑکی؟ آپ جیسا فرماتے ویسا ہی ظہور میں آتا۔ عورتیں دریافت کرتیں۔
آپ کو کیسے معلوم ہوا!
آپ فرماتے کہ میں ان کو پیٹ میں اس طرح دیکھتا ہوں جسطرح تم کو دیکھ رہا ہوں۔
آپ نے ۹ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ ہجری کو انتقال فرمایا اور اسی دن شام کو محمد فرخ رح نے بھی انتقال کیا۔

خواجہ محمد اشرفؒ

آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے چھٹے فرزند تھے. جو شیر خوارگی کے زمانے میں ہی دو سال کی عمر میں وفات پا گئے ۔

حضرت شیخ محمد یحییٰ شاہ جیوُ

آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ساتویں فرزند تھے .
آپ ۱۰۲۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے . آپ ابھی کمسن ہی تھے کہ ایک روز شاہ کمال کے پوتے حضرت شاہ سکندر نے حضرت مجدد الف ثانیؒ سے کہا کہ اپنا ایک صاحبزادہ مجھے عنایت فرمائیں . اتفاق سے اس وقت حضرت شیخ محمد یحییٰ موجود تھے آپ نے فرمایا اسے لے لو . شاہ سکندر نے اپنی نسبت کا القا آپ پر کیا اور فرمایا کہ آج سے انھیں شاہ کے نام سے پکارا کرو . لہٰذا اسی روز سے آپ کو شاہ جیوُ کے لقب سے پکارا جانے لگا جیوُ

ہندی زبان میں دعائیہ کلمہ ہے جس کے معنیٰ ہیں تو زندہ رہ
حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے اس بیٹے پر بہت ہی مہربان تھے۔
ہمیشہ یہ فرمایا کرتے کہ اسکی استعداد بہت بلند ہے اور فرما
تے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ محمد یحیٰ بھی اپنے بھائیوں کی طرح اس
نسبت سے بہرہ یاب ہو۔ لیکن کیا کروں ایک تو ابھی وہ بچہ
ہے۔ اور دوسرے یہ کہ میری زندگی کے دن اب تھوڑے ہیں
اتنا فرمایا کہ شفقت و محبت کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں
آنسو بھر آئے۔

حضرت کی وفات کے وقت آپ کی عمر صرف نو سال کی تھی۔ اس
عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ اسکے بعد اپنے
بھائی حضرت قیوم ثانیؒ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا
کیا۔ اور ظاہری علم بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔
حضرت قیوم ثانیؒ آپ کی بیحد رعایت کرتے۔ حضرت مجدد الف
ثانیؒ کے تمام خصائص کی بشارات انھیں عنایت فرمائیں۔
آپ شریعت و طریقت کے بڑے پکے پابند تھے۔ اور سنت رسولؐ پر
کاربند تھے۔ آپ دو مرتبہ حج کو گئے۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ
بادشاہ نے آپ کو مدد و معاش کے طور پر بہت کچھ دیا ہوا تھا۔

آپ ہر طرح سے خوشحال تھے۔

آپ کی شادی:۔ حضرت خواجہ پیر نگ باقی باللہ کے فرزند خواجہ عبداللہ عرف خواجہ کلاں کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپکی تمام اولاد اسی نیک بیوی سے ہوئی۔

آپ کی اولاد:۔ آپ کے تین لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔

۱:۔ شیخ ضیاء الدین مشہور بہ شیخ جیوؒ

۲:۔ شیخ زین العابدین مشہور بہ شیخ فقیر اللہ۔

محمد امامؒ آپ حضرت شاہ جیوؒ کے تیسرے فرزند ہیں۔

آپ کی وفات

آپ ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۹۶ھ ہجری کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے قبہ کے محاذی مغرب کی طرف دفن ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۰

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی سب اولاد صالح، متقی اور پرہیزگار اور علوم ظاہری و باطنی سے مالا مال تھی۔ اور اس کا ہر فرد ولی اللہ تھا۔ ان کی خدمت دونوں جہاں کی کامیابی ہے۔ اور ان کی دعا

بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہے۔ ہندوستان میں اسلام کو حضرت اور ان کی اولاد کے طفیل سے بہت کامیابی حاصل ہوئی۔ خواجہ محمد یحییٰ کی اولاد اب تک کابل وقندھار میں۔ اور خواجہ محمد معصوم صاحب کی اولاد مدینہ منورہ، جلال آباد۔ رامپور، دہلی، حیدرآباد (دکن) وغیرہ ممالک میں موجود ہے

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اقوال

(۱) خدا تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ الفت کرنا خدا سے دشمنی ہے

(۲) خدا کو جاننا یہ ہے کہ شرک نہ کرے۔

(۳) بے عمل عالم پارس پتھر کی طرح ہے۔ کہ جو اوروں کو تو سونا بناتا ہے۔ مگر خود پتھر ہی رہتا ہے۔

(۴) دنیا ایک نجاست ہے جو سونے پر چھپائی گئی ہے۔

(۵) نفس پر شریعت کی پابندی سے زیادہ کوئی چیز دشوار نہیں

(۶) دنیا کاشتکاری اور بیج بونے کا مقام ہے۔ نہ کہ کھانے پینے اور سو رہنے کا۔

(۷) شریعت دنیا و آخرت کی سعادتوں کی ضامن ہے

(۸) اللہ والوں سے کرامت مت ڈھونڈو۔ ان کے وجود ہی کو کرامت جانو۔

(۹) کوئی جاہل ولی اللہ ہوا ہے۔ اور نہ ہوگا۔

(۱۰) الہام کیا جاتا ہے نیکوں کو۔ اور بدبخت اس سے محروم رکھے جاتے ہیں

(۱۱) جس گناہ کے کرنے کے بعد تجھے ندامت و شرمندگی نہ ہو۔ تو اندیشہ اور خطرہ ہیکہ اسلام سے باہر کردے۔

(۱۲) رسولؐ کو رسولؐ سمجھنا یہ ہیکہ ان کے سوا کسی کی پیروی نہ کرے

(۱۳) اللہ والوں کو تجارت اور خرید وخت ذکرالٰہی سے غافل نہیں کرتی۔

(۱۴) گھروالے تمہاری رعایا ہیں۔ اور تم سے ان کے متعلق سوال ہوگا۔

(۱۵) بھائی کا حق اسی جگہ معاف کرالے۔ ورنہ وہاں (قیامت کے دن) نیکیاں دینی پڑیں گی۔

دُعا

اللہ تعالیٰ کا لاکھ بار شکر و احسان ہے کہ جس نے اپنے فضل و کرم سے حضرت کی کتاب لکھنے کی توفیق بخشی ورنہ میں اس قابل کہاں کہ قلم اٹھا سکوں اور کچھ لکھ سکوں۔ یہ سب اسی کا فضل ہے۔

الٰہی تو میری اس ادنیٰ محنت و خدمت کو اپنی رحمت کے صدقہ (اور ان بزرگوں کے صدقہ) میں جن کی شان میں یہ لکھی گئی ہے قبول فرما۔ اس کے دیکھنے اور پڑھنے سننے والوں کو جزائے خیر عطا فرما۔

خداوندا! حضرت مجددّ الف ثانیؒ اور ان کے سب فرزندوں کے صدقے میں ہماری سب خطاؤں اور غلطیوں کو معاف فرما۔ اور ان کے نقش قدم پر چلا شب و روز اعمال صالحہ کرنے کی توفیق عطا فرما۔

الٰہی! ہمیں بخش دے، ہمارے گناہ معاف فرما۔ ہمارا خاتمہ اسلام پر ہو! اپنی رضا نصیب فرما، ہمیں عذاب قبر سے بچا! ہماری

اور ہمارے ماں باپ کی مغفرت فرما، ان کی لغزشوں کو معاف فرما۔ ان کے درجات بلند فرما۔ ان سے راضی اور خوش ہو جا ہماری اولاد دل کو نیک بنا دے۔

الٰہی ہمیں دنیا و آخرت کے عذاب اور بلاؤں سے محفوظ فرما بطفیل رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اِلیٰ یَوْمِ الدِّیْنِ والحشر وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

آمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ہ

عاصی حقیر محمد اسمٰعیل طالب رحمتِ الٰہی

خطیب مسجد شاہی مالیر کوٹلہ ۳ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

بروز جمعرات بوقت مغرب مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۲ء

قصیدہ در شان حضرت مجدد الف ثانی رح
شیخ احمد سرہندی

دکھا دے اے خدا روضہ مجدد الف ثانی
کہ ہوں مدت سے میں شیدا مجدد الف ثانی کا

امام علم ربانی علیم سر پنہانی!
بیاں کس منہ سے ہو رتبہ مجدد الف ثانی کا

جناب غوث اعظم نے کہا اک دن بجے ڈنکا
مجدد الف ثانی کا، مجدد الف ثانی کا

نہیں ممکن ہم کچھ لکھ سکیں توصیف میں ان کی
حدیثوں میں بیاں آیا مجدد الف ثانی کا

خدا کے دوست ہیں وہ اور رسول اللہ کے نائب ہیں
انھیں نے خود لقب بخشا مجدد الف ثانی کا

طریق احمدی ہے احمد مرسل نے بخشا ہے
او بس نام ہند سے رتبہ مجدد الف ثانی کا

جناب غوث اعظم نے خبر دی انکے آمد کی
نہ ہوگا کوئی ہمسر مجدد الف ثانی کا

مٹا دی شرک کی ظلمت کیا اسلام کو روشن
طریقہ سب میں ہے بہتر مجدد الف ثانی کا

شکر خداوندی ـــــ احدی و صمدی

بے حد بے حد حمد خدا نوں جس احسان کمایا
عاجز او گن ہارے کولوں ایہہ جاری فیض کرایا
شکر خدا دا دلوں ہووے جس ایہہ راہ دکھلایا
اوّل آخر حمد اوسے نوں جس ایہہ فضل کمایا
لکھاں کرم احسان میرے پر کی کجھ شکر دلاواں
باجھ توفیق تیری نہ طاقت ذرہ قدر دکھاواں
ماں پیو تے اولاد پیاری بخشیں رحمت باراں
بھائی بہناں رشتہ داراں بھی شاگرداں یاراں
رحمت کریں اولاد میری پر اندر دوہاں جہاناں
ساتھ نبیؐ دے جنت پاون عالیشان مکاناں
یارب بخش محبت اپنی کریں قبول دعائیں
ایمان سلامت دیکے فضلوں ساتھ رسولؐ ملائیں
لکھ کروڑ صلوٰۃ سلاماں سرور کُن دل داراں
آل اصحاباں مومن یاراں دوست نیکو کاراں

یارب حرمت نبی پیارے، حرمت امام ربانیؒ
ہر منزل وچ میں عاجز دی مشکل کریں آسانی
یارب پڑھن سُنن جو دیکھن ایہہ کتاب گرامی
لکھنے پڑھنے سننے والے پاون فیض تمامی۔

دعا بارگاہ الٰہی قاضی الحاجات حل المشکلات

بزبان نظم پنجابی

یارب اسمٰعیل کمینہ در تیرے پر آئیا
بخشش کارن تیرے آگے پلّہ آن وچھایا
کر کر عیب میں لکھ کروڑاں عمر تمامی گالی
بدمستی بدبختی اندر نہ کجھ سُرت سنبھالی
تینوں راضی کرنے والا عمل نہ کیتا کوئی
شامت نفس بھیں کر برُیائی ہُن ذلت حاصل ہوئی
نیک کمایاں نہیں کمایاں نہ ہویاں بھلیاں
عمل خطائیاں کر کر پائیاں ہنجھ بنڈاں سرچایاں

اتے عیب کمائے یا رب حد تھیں باہجھ شمارا ں
علم جہاں دا تیرے باہجوں خبر نہیں کسے نداں

توہر ویلے ساڈے اُتے لکھاں کرم کمائے
ناشکری وِچ اسیں تو ساڈے سب احسان بھلائے

بخش خطائیاں یا رب سائیاں تیرا نام غفار دِل
اوگن میرے تے گن تیرے دونویں باہجھ شمار دِل

فضل اپنے تھیں بخشیں میں نوں عدل کتاب نہ پھولیں
گندے دفتر میرے یا رب ایہ کھولیں نہ تولیں

عمل قرآن ہمیشہ میں نوں کریں نصیب خدایا
اپنا لے حبیب اپنے دا بخشیں راہ خدایا!

چنگی صحبت بخشیں میں نوں چنگیاں کول بٹھائیں
دوہیں جہانیں ساتھ حبیب تیرا بخشیں میرے تائیں

دینے دُنی دی حاجت میری ہر اک آپ مٹائیں
میں نوں بھی اولاد میری نوں غیراں کول نہ پائیں

توں نیک کریں اولاد میری نوں فضلوں بار باری
دینے دُنی وِچ بیٹے میرے ہوون برخوردار سی

فضل کریں ماں باپ میرے تے رحمت کرم کمائیں

سن ماں باپ تے گھر دے سارے جنت وچہ وسائیں
جو مومن پڑھ کر حق میرے وچہ نیک دعا فرماون
بخشیں یا رب عیب اونہاں دے نیک جزائیں پاون
لکھ صلوٰۃ سلام پوچاویں بنی محمدؐ تائیں
ماں پیو بہن بھراواں خویشاں جنت بخشیں جائیں
دوست یار تے مومن بھائی خادم شاگرد جو سارے
قسم تساں نوں عزت اپنی دی بخشیو سب پیارے
یا رب شان جنہاں دی اندر میں ایہہ کتاب بنائی
بخش طفیل اونہاں دے یار دل میری کل بر یائی
لقب جنہاں دا خزینۃ الرحمت بھی امام ربانیؒ
شیخ احمد فاروقؒ سرہندی حضرت مجدد الف ثانیؒ
سوہنے تیرے جیہاں دا میں سوہنا ذکر سنایا
سوہنا کر دیو دفتر میرا جس دن تیں ول آیا
یا رب جو سب حاجت میری اوّل آخر تائیں!
کل مراداں بخشیں مینوں کریں قبول دعائیں
ایتھے بخش ہدایت سانوں اوتاں نہیں دو باری
فیر ایہہ وقت نہ ملسی اسنوں جس نے بازی ہاری

عاصی سخت ذلیل نمانا میں در تیرے پر آیا
جس نوں ہور نہیں در کوئی کر منظور خدایا

بخش گناہ بُرایاں فضلوں تیں بن ہور نہ کوئی
علاوی نہیں اُمید خلاصی جو کچھ پئی بھتیں ہوئی

بد عملاں وچ عمر وہانی جیدوں منہ کالا ہویا
اوگن ہار خوار کمینہ در تے آن کھلویا

قسم تیری بد عملاں کیتا میرا دفتر کالا
توں ستّار غفّار کریما پردے رکھن والا

قسم تیری جو سخت خطائیاں میتھیں نفس کرائیاں
بچپن محال عدالت اندر بخشنہار یا سائیاں

تیری نمک حرامی کیتی تینوں عرض سناواں
عزت ذلّت تیرے قبضے تیں بن کس تول جاواں

قسم تیری کوئی تیں بن مولا بخشنہار نہ کوئی
قسم تیری کوئی میں بن ایسا اوگن ہار نہ کوئی

کر بُرائیاں فکر یا مُمن کرے تاریخ آوازہ
سر پر کالا دفتر مینوں بخش غریب نوازہ

یارب جس دم تیری طرفوں ملک نورانی آوے

نال پیار السلام علیکم خوشی پیغام لیاوے
جنت خوشبو قبر نورانی کریں عنایت میں نوں
سب اٹھو ہیں دوزخ عذاباں کل سپر داں تینوں
قبر سوال جواب تمامی رحمت کنوں سکھائیں
فضل کرم تھیں نال آسانی پل تھیں پار لنگھائیں
ماں پیو بھین بھرا سب میرے دوست خویش جو سارے
فضلوں جنت بخش اساں نوں ساتھ رسول پیارے
دوست دل دے جو گل مل دے نال محبت مینوں
گل ملاویں جنت اندر شرم کریمیا تینوں
نہ محتاج کسے دے در تے کریں اولاد توں میری
جیوں کر حال میرے پر فضلوں نظر عنایت تیری
چوداں سو دو ہجری ماہ ذی الحجہ ختم تاریخ اسلامی
ماہ اکتوبر ای سو بیاسی لکھی تاریخ تمامی
شوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ مہینہ لکھنے وچ وہایا
ہویا ماہ محرم تے اج تاں مقصد ہتھ آیا
فضل تیرے دا انت نہ کوئی یارب بیحسابا یاں
کریں قبول کتاب میری نوں بخشیں کل خطایاں

تیں پر آس امیداں دھر کے ہیں ایہہ کتاب بنائی
ناہیں تاں میں بے علم نکارا عقل شناس نہ کائی

دنیا فانی انت ویرانی ایہہ بعد نشانی پیارے
فضلوں نظر ہوئے منظوری صاحب دے دربارے

چلے اسیں ایہہ بھایاں تائیں دے کے ایہہ نشانی
شاید کدی پڑھ بخشن سانوں تے کرسن یاد زبانی

صدقے نام غفار اپنے دے بخش صوفی دے تائیں
لکھنے پڑھنے سننے والے ساتھ رسولؐ ملائیں

بس کر اسمٰعیل ہُن توں رب تھیں منگ دعایاں
یا رب فضلوں بخشیں ہیں نوں بھی سب مومن بھایاں

ختم شد

کتبہ : شکیل احمد حمی

کشف الحجاب

در حالاتِ زندگی

حضرت سید محمد اسمٰعیل بندگی ؒ سرہندی

جن کا مزار آستانہ عالیہ مجددیہ کے سامنے سڑک کے پار جانب مغرب میں آدھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رح کے ہم عصر تھے۔ آپ نے پانچسو برس کی عمر پا کر ۲۸ شوال المکرم ۱۰۰۱ھ کو انتقال فرمایا۔

مکمل حالات پڑھنے کے لئے ہماری کتاب حضرت بندگی صاحب منگوا کر پڑھیے۔ قیمت چار روپے

ملنے کا پتہ

صوفی محمد اسمٰعیل اینڈ سنز محلہ کھٹیکاں مالیرکوٹلہ پنجاب (انڈیا)

حضرت مجدد الف ثانیؒ

مکتبہ گلزارِ اسمٰعیل. گلی صوفیاں، محلہ کمتھیکاں والا. مالیرکوٹلہ (پنجاب)